مجلس انصاراللہ یو.کے. کا علمی تعلیمی و تربیتی مجلہ

انصار الدین

ہجرت-احسان 1386 جلد 4 ، نمبر 3

مئی-جون 2007





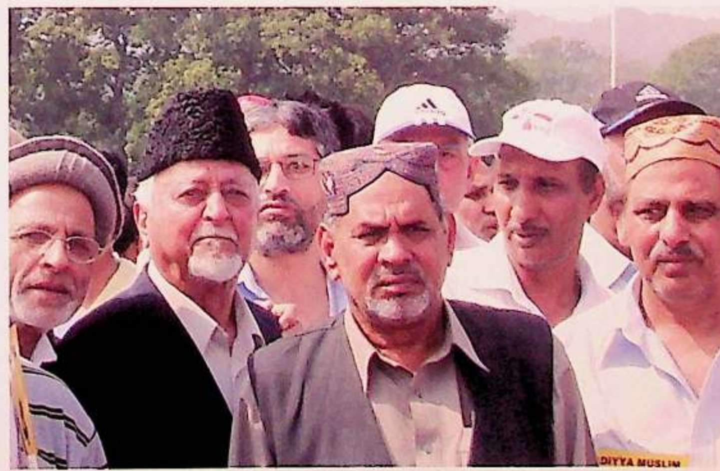










Charity Walk 2007

﴿بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریمؐ وعلیٰ عبدہ المسیح الموعودؑ﴾

انصارالدین

جلد 4 نمبر 3

مئی۔جون 2007

انصاراللہ کا عہد

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

مَیں اقرار کرتا ہوں کہ اسلام اور احمدیت کی مضبوطی اور اشاعت اور نظام خلافت کی حفاظت کے لئے انشاءاللہ تعالیٰ آخر دم تک جدوجہد کرتا رہوں گا اور اس کے لئے بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہوں گا۔ نیز مَیں اپنی اولاد کو بھی ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتا رہوں گا۔

(انشاءاللہ تعالیٰ)

فہرست مضامین

مدیر اعلیٰ

ڈاکٹر شمیم احمد

مدیر (اردو)

شیخ لطیف احمد

نائبین

عبدالمجید عامر

حسن خان

مدیر (انگریزی): **احد بھنو**

مینیجر: **محمد اسحٰق ناصر**

"*Ansaruddin*" 181 London Road, Morden, Surrey SM4 5HF e-mail address: ansaruddin_uk@yahoo.co.uk

اداریہ:

ہمارا عہد۔ خلافت کی حفاظت

مجلس انصاراللہ کے عہد کے تحت ہم اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ نظامِ خلافت کی حفاظت کے لئے آخر دم تک جدوجہد کرتے رہیں گے اور اس کے لئے بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہیں گے نیز اپنی اولاد کو بھی ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتے رہیں گے۔ گویا ہم انفرادی اور قومی طور پر اس بات کا عہد کرتے ہیں کہ نظام خلافت کی حفاظت کے لئے ہر ممکن قربانی کریں گے۔

قوموں کی زندگی میں عہدوں کی پابندی بے حد اہم کردار ادا کرتی ہے۔ جب تک قوم انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنے عہدوں کی پاسداری کرتی رہتی ہے اس وقت تک اس میں اتحاد قائم رہتا ہے اور وہ قوم ترقی کرتی چلی جاتی ہے۔ جب قوموں میں عہدوں کی پابندی ختم ہو جائے تو اُس کے نتیجہ میں بددلی اور اس کے بعد بدظنی جنم لے لیتی ہے اور بعض دفعہ صرف چند لوگوں کے بدعمل سے قومی نظام اور اتحاد میں ایک رخنہ پیدا ہو جاتا ہے جو اگرچہ ایک عرصہ کے بعد ہی، مگر قومی تباہی پر منتج ہو سکتا ہے۔

جیسا کہ جماعت احمدیہ کی روح نظام خلافت کے ساتھ وابستہ ہے اور جماعت کی بقا خلافت کے ساتھ منسلک ہے۔ اس لئے جماعت احمدیہ کیلئے خلیفہ وقت کی اطاعت اور نظام خلافت کی حفاظت ایک لازمی امر ہے۔ خدا تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کے سپرد ساری دنیا میں اسلام کو غالب کرنے کا عظیم الشان کام کیا ہے۔ اس عظیم الشان کام کو منظم طور پر کرنے اور اسے پایۂ تکمیل تک پہنچانے کیلئے جس عظیم الشان اتحاد اور یکجہتی کی ضرورت ہے وہ خلافت کے بغیر ناممکن ہے۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد دشمن بے حد شاداں تھے کہ اب احمدیت ختم ہو جائے گی۔ شاید ایسا ہو جاتا اگر خدا تعالیٰ اپنے وعدہ کے مطابق خلافت کو قائم نہ کر دیتا۔ پس یہ خلافت کی برکت ہے کہ جماعت نہ صرف زندہ و قائم ہے بلکہ اس پر طلوع ہونے والا ہر دن اس کی ترقی کا بھی گواہ ہے بلکہ اب تو منزل کے نشانات بھی واضح دکھائی دینے لگے ہیں۔

جب اس بات کا جائزہ لیا جائے کہ اسلام کے دورِ اوّل میں خلافت کیوں اتنی جلدی ختم ہوگئی تو دو اہم امور سامنے آتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ جب لوگ اسلام میں جوق در جوق داخل ہوئے تو ان پر خلافت کی اہمیت اور اس کا احترام واضح نہ کیا گیا اور جو برکات خلافت کے ساتھ وابستہ ہیں ان کو نہ سمجھا گیا۔ دوسرے یہ کہ مسلمانوں میں بغاوت کی روح پیدا ہوگئی تھی۔ اُس وقت جو ترقیات ملیں وہ محمد رسول اللہ ﷺ کے طفیل نصیب ہوئیں تھیں مگر ترقی کے دَور میں مسلمانوں کے دلوں میں یہ خیالات پیدا ہونے شروع ہو گئے کہ ترقیات ان کے طفیل مل رہی ہیں اور ان کا حق ہے جسے چاہیں خلیفہ مقرر کریں۔ خدا تعالیٰ نے خلافت کے خلاف بغاوت کے نتیجہ میں ان سے خلافت کو اٹھا لیا اور ان کا قومی تنزل شروع ہو گیا۔ پس آج ہمارے لئے لازمی ہے کہ بیدار مغزی کا ثبوت دیتے ہوئے ان باتوں کو اپنے اندر پیدا نہ ہونے دے جن سے پہلوں نے نقصان اٹھایا۔ پہلے بھی دشمنوں نے خلافت احمدیہ کے خلاف کارروائیاں کیں مگر موجودہ دَور میں مختلف ذرائع ابلاغ کے ذریعہ ایک نئے رنگ میں وہ اپنے حملوں کا آغاز کر رہے ہیں۔ مومن خدا تعالیٰ کے عطا کردہ نورِ فراست سے دیکھتا ہے اور کسی بھی رنگ میں حملہ ہو وہ اسے پہچان سکتا ہے اور اس کے خلاف ہوشیاری اور بیدار مغزی سے کام لیتا ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے جماعت کو ایک بے حد اہم پیغام دیا ہے جو ہمیں ہمیشہ اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ:

"اب چونکہ خدا تعالیٰ نے پھر اپنے فضل سے مسلمانوں کو دوبارہ زندہ کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ جماعت احمدیہ میں خلافت قائم کی ہے اس لئے میں اپنی جماعت سے کہتا ہوں کہ تمہارا کام یہ ہے کہ تم ہمیشہ اپنے آپ کو خلافت سے وابستہ رکھو اور خلافت کے قیام کے لئے قربانیاں کرتے چلے جاؤ۔ اگر تم ایسا کرو گے تو خلافت تم میں ہمیشہ رہے گی۔ خلافت تمہارے ہاتھ میں خدا تعالیٰ نے دی ہی اس لئے ہے تا وہ کہہ سکے کہ میں نے اسے تمہارے ہاتھ میں دیا تھا۔ اگر تم چاہتے تو یہ چیز تم میں قائم رہتی۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو اسے الہامی طور پر بھی قائم کر سکتا تھا مگر اس نے ایسا نہیں کیا بلکہ اس نے یہ کہا کہ اگر تم لوگ خلافت کو قائم رکھنا چاہو گے تو میں بھی اسے قائم رکھوں گا گویا اس نے تمہارے منہ سے کہلوانا ہے کہ تم خلافت چاہتے ہو یا نہیں چاہتے۔ اب اگر تم اپنا منہ بند کر لو یا خلافت کے انتخاب میں اہلیت مدنظر نہ رکھو تو تم اس نعمت کو کھو بیٹھو گے۔ پس مسلمانوں کی تباہی کے اسباب پر غور کرو اور اپنے آپ کو موت کا شکار ہونے سے بچاؤ۔ تمہاری عقلیں تیز ہونی چاہئیں۔ تم وہ چٹان نہ بنو جو دریا کے رخ کو پھیر دیتی ہے۔ بلکہ تمہارا کام یہ ہے کہ تم وہ چینل بن جاؤ جو پانی کو آسانی سے گزارتی ہے۔ تم ایک ٹنل ہو جس کا کام یہ ہے کہ وہ فیضانِ الٰہی جو رسول کریم ﷺ کے ذریعہ حاصل ہوا ہے اسے آگے چلاتے چلے جاؤ۔ اگر تم ایسا کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے تو تم ایک ایسی قوم بن جاؤ گے جو کبھی نہیں مرے گی۔ اور اگر تم اس فیضانِ الٰہی کے رستہ میں روک بن گئے، اس کے رستہ میں پتھر بن کر کھڑے ہو گئے تو وہ تمہاری قوم کی تباہی کا وقت ہوگا۔ پھر تمہاری عمر کبھی لمبی نہیں ہوگی اور تم اسی طرح مر جاؤ گے جس طرح پہلی قومیں مریں"۔

(تفسیر سورۃ النمل تفسیر کبیر جلد ہفتم صفحہ 429-430)

درس القرآن

وَعَدَاللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوْا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِىْ ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِىْ لَايُشْرِكُوْنَ بِىْ شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ۔ (سورۃ النور:56)

ترجمہ: اللہ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسبِ حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین میں خلیفہ بنا دے گا جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنا دیا تھا اور جو دین اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے وہ ان کے لئے اسے مضبوطی سے قائم کر دے گا اور ان کے خوف کی حالت کے بعد وہ ان کے لئے امن کی حالت میں تبدیل کر دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے اور کسی چیز کو میرا شریک نہیں بنائیں گے اور جو لوگ اس کے بعد بھی انکار کریں گے وہ نافرمانوں میں سے قرار دیئے جائیں گے۔

اس آیت میں مسلمانوں کو یہ بتایا گیا ہے کہ اگر مسلمان قومی طور پر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کریں گے تو ان کو کیا انعام ملے گا۔ مندرجہ بالا آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم میں سے جو لوگ خلافت پر ایمان لائیں گے اور خلافت کے استحقاق کے مطابق عمل کریں گے اور ایسے اعمال بجالائیں گے جو انہیں خلافت کا مستحق بنا دیں تو ان سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ انہیں زمین میں اُسی طرح خلیفہ بنائے گا جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو اس نے خلیفہ بنایا تھا اور ان کی خاطر ان کے دین کو جو اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے دنیا میں قائم کرے گا۔ جب کبھی بھی ان پر خوف کا وقت آئے گا اللہ تعالیٰ اسے امن سے بدل دے گا۔ اور ایسا ہوگا کہ وہ میری عبادت کرتے رہیں گے اور کسی کو میرا شریک نہیں قرار دیں گے۔ لیکن جو لوگ مسئلہ خلافت پر ایمان لانا چھوڑ دیں گے وہ اس انعام سے متمتع نہیں ہوں گے بلکہ اطاعت سے خارج سمجھے جائیں گے۔

اس آیت میں مسلمانوں کی قسمت کا آخری فیصلہ کیا گیا ہے اور ان سے یہ وعدہ کیا گیا ہے کہ اگر وہ خلافت کے قائل رہے اور اس غرض کے لئے مناسب کوشش اور جدوجہد بھی کرتے رہے تو جس طرح پہلی قوموں میں خدا تعالیٰ نے خلافت قائم کی تھی اسی طرح ان کے اندر بھی خلافت قائم کر دے گا اور خلافت کے ذریعہ سے ان کو ان کے دین پر قائم فرمائے گا جو خدا تعالیٰ نے ان کے لئے پسند فرمایا ہے اور اس طرح دین کی جڑیں مضبوط کر دے گا۔ اگر ان پر خوف آئے گا تو انہیں خوف کے بعد امن کی حالت میں لے آئے گا۔ اس طرح وہ خدائے واحد کے پرستار بنے رہیں گے اور شرک نہیں کریں گے۔

یہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ ایک وعدہ ہے پیش گوئی نہیں۔ اگر مسلمان ایمان بالخلافت پر قائم نہیں رہیں گے اور ان اعمال کو ترک کر دیں گے جو خلافت کے قیام کے لئے ضروری ہیں تو وہ اس انعام کے مستحق نہیں رہیں گے۔ اور وہ خدا تعالیٰ پر یہ الزام نہیں دے سکیں گے کہ اس نے وعدہ پورا نہیں کیا۔ اسی لئے اس آیت سے اگلی آیت میں نمازوں کے قیام اور زکوٰۃ کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ اسی طرح فرمایا گیا کہ اللہ کے رسول کی اطاعت کرو۔ گویا خلافت کے ساتھ دین کی تمکین کر کے وہ اطاعتِ رسول کرنے والے قرار پائیں گے۔

اس جگہ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ خلیفہ خود خدا تعالیٰ بناتا ہے یعنی اس کے بنانے میں کسی انسان کا ہاتھ نہیں ہوتا۔ جو خلیفہ بنتا ہے نہ وہ خود خواہش کرتا ہے کہ وہ خلیفہ بنے اور نہ کسی منصوبہ کے ذریعہ وہ خلیفہ بن سکتا ہے۔ بلکہ بعض دفعہ تو ایسے حالات میں خلیفہ بنتا ہے کہ جب کہ اس کا خلیفہ بننا ناممکن نظر آتا ہے۔ پس خلیفہ وہی ہوگا جسے خدا تعالیٰ خود خلیفہ بنانا چاہے گا۔

سچے خلیفہ کی علامات میں سے سب سے اہم علامت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرتا ہے اور اس کی تائید اور نصرت ایسے انسان کے شاملِ حال رہتی ہے۔ یہ ہو نہیں سکتا کہ خدا تعالیٰ کسی انسان کو خود چن لے اور اور پھر اس کے کاموں میں اس کا مددگار نہ ہو۔ خدا تعالیٰ خود ایسے انسان کی رہنمائی فرماتا ہے کہ وہ ایسے کام کرے جن سے دین کو تمکنت حاصل ہو۔ پھر خدا تعالیٰ ایسے انسان کی مدد کے لئے خدمت گاروں کی ایک جماعت پیدا کر دیتا ہے جو اس کے خادموں کی طرح ہوتے ہیں اور اس کے کاموں میں مد و مددگار ہوتے ہیں۔ حضرت ابوبکر اور حضرت عمرؓ ایسے خاندانوں سے تھے کہ بظاہر کوئی جتھہ نہیں رکھتے تھے مگر خدا تعالیٰ نے انہیں چن لیا اور ان کے ذریعہ اسلام کو عظیم الشان فتوحات عطا فرمائیں۔ اسی طرح ہم یہی نظارہ اسلام کے دورِ آخر میں دیکھتے ہیں کہ کس طرح خدا تعالیٰ نے بظاہر کمزور نظر آنے والے انسانوں کو چنا مگر ان کے ذریعہ احمدیت کی حفاظت فرمائی۔ ہر خوف کے دور کو امن کے دور میں بدل دیا اور اپنے وعدہ کے مطابق ترقی پر ترقی عطا فرماتا جا رہا ہے۔ وہ لوگ جنہوں نے خلافت کے خلاف سازش کی اور خود خلیفہ بننا چاہا اور خلافت کو چھوڑ دیا ان کی حالت کسقدر عبرت ناک ہے۔ اس سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ خلافت کا انکار کر کے قوم فلاح کے راستہ پر گامزن نہیں رہ سکتی۔ خدا تعالیٰ ہمیں اور ہماری نسلوں کو خلافت کے انعام کی اہمیت کو سمجھنے اور اس کی حفاظت کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

اَلْاِيْمَانُ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ تُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَ شَرِّهٖ۔

(مسلم)

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ ایمان یہ ہے کہ تُو اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور یوم آخر یعنی جزا سزا کے دن پر ایمان لائے اور اس کے علاوہ تُو خدا کی تقدیر خیر و شر پر بھی ایمان لائے۔

اس حدیث میں اسلام کی تعلیم کے مطابق ایمان کی تشریح بیان کی گئی ہے جو چھ بنیادی باتوں پر مشتمل ہے۔

(اوّل) اللہ پر ایمان لانا جو دنیا کا واحد خالق و مالک خدا ہونے کی وجہ سے ایمانیات کا مرکزی نقطہ ہے۔ اور یاد رکھنا چاہئے کہ عربی زبان میں اللہ کا لفظ خدائے واحد کے سوا کسی اَور کے متعلق استعمال نہیں کیا جاتا اور اس سے مراد ایسی ہستی ہے جو تمام عیوب سے پاک اور تمام صفاتِ حسنہ سے متصف اور تمام علوم کی حامل اور تمام طاقتوں کی سرچشمہ ہے۔

(دوم) فرشتوں پر ایمان لانا جو خدا کی ایک نہ نظر آنے والی مگر نہایت اہم مخلوق ہے۔ فرشتے خدا کے حکم کے ماتحت اس کارخانۂ عالم کو چلانے والے اور خدا کی طرف سے پیدا کئے ہوئے اسباب کے نگران ہیں اور فرشتے خدا اور اس کے رسولوں کے درمیان پیغام رسانی کا واسطہ بھی بنتے ہیں۔

(سوم) خدا کی طرف سے نازل ہونے والی کتابوں پر ایمان لانا جن کے ذریعہ دنیا کو خدا تعالیٰ کے منشاء کا علم حاصل ہوتا ہے۔ ان کتابوں میں سے آخری اور دائمی کتاب قرآن شریف ہے۔ جس نے پہلی تمام شریعتوں کو جو وقتی اور قومی نوعیت کی تھیں منسوخ کر دیا ہے اور اب قیامت تک قرآن کے سوا کوئی اَور شریعت نہیں۔

(چہارم) خدا کے رسولوں پر ایمان لانا۔ جن پر وقتاً فوقتاً الہامی کتابیں نازل ہوتی رہی ہیں اور جو اپنے عملی نمونہ سے خدا کے منشاء کو دنیا پر ظاہر کرتے رہے ہیں۔ ان میں سے آخری صاحبِ شریعت اور خاتم النبیین ہمارے آنحضرت ﷺ ہیں جو سید ولد آدم اور فخر انبیاء اور افضل الرسل ہیں۔

(پنجم) یومِ آخرت پر ایمان لانا جو موت کے بعد آنے والا ہے اور جس میں انسان نئی زندگی حاصل کر کے اپنے ان اچھے یا بُرے اعمال کا بدلہ پائے گا جو اس نے دنیا میں کئے ہوں گے۔

(ششم) تقدیر خیر و شر پر ایمان لانا جو خدا کی طرف سے دنیا میں جاری شدہ قانون کی صورت میں قائم ہے۔ یعنی اس بات پر یقین رکھنا کہ دنیا کا قانون قدرت اور قانون شریعت ہر دو خدا کے بنائے ہوئے قانون ہیں۔ اور خدا ہی اس سارے مادی اور روحانی نظام کا بانی اور نگران ہے۔ خدا نے ہر کام کے متعلق خواہ وہ روحانی ہے یا مادی، یہ اصول مقرر کر رکھا ہے کہ اگر یوں کرو گے تو اس کا اس اس طرح اچھا نتیجہ نکلے گا اور پھر خدا اپنے قانون کا مالک بھی ہے اور ایسے امور میں جو اس کی کسی بیان کردہ سنت یا وعدہ یا صفت اور پھر خدا کے خلاف نہ ہوں۔ وہ اس قانون میں اپنے رسولوں اور نیک بندوں کی خاطر خاص حالات میں استثنائی طور پر تبدیلی بھی کر سکتا ہے۔ چنانچہ معجزات کا سلسلہ عموماً اسی استثنائی قانون سے تعلق رکھتا ہے۔

(چالیس جواہر پارے مصنفہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ)

کلام الامام

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اس نے انسان کو پیدا کیا ہے ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور ان کو غلبہ دیتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا ﴿كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ﴾ (المجادلہ:۲۲)۔ (ترجمہ: خدا نے لکھ رکھا ہے کہ وہ اور اس کے رسول ہی غالب رہیں گے)۔ اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جائے اور اس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ اُن کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں، اس کی تخم ریزی انہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے۔ لیکن اس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن و تشنیع کا موقعہ دے دیتا ہے۔ اور جب وہ ہنسی اور ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔

غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔ (۱) اول خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔ (۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آ جاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردّد میں پڑ جاتے ہیں اور اُن کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جبکہ آنحضرت ﷺ کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے۔ تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا ﴿وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا﴾ (النور:۵۶) یعنی خوف کے بعد پھر ہم ان کے پیر جما دیں گے۔ ایسا ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں ہوا جبکہ حضرت موسیٰ مصر اور کنعان کی راہ میں پہلے اس سے جو بنی اسرائیل کو وعدہ کے موافق منزل مقصود تک پہنچاویں، فوت ہو گئے اور بنی اسرائیل میں ان کے مرنے سے ایک بڑا ماتم برپا ہوا۔ جیسا کہ توریت میں لکھا ہے کہ بنی اسرائیل اس بے وقت موت کے صدمہ سے اور حضرت موسیٰ کی ناگہانی جدائی سے چالیس دن تک روتے رہے۔ ایسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ معاملہ ہوا اور صلیب کے واقعہ کے وقت تمام حواری تتر بتر ہو گئے اور ایک ان میں سے مرتد بھی ہو گیا۔

سو اے عزیزو! قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو مَیں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آ سکتی جب تک مَیں نہ جاؤں۔ لیکن جب مَیں جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی''۔

(رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۴، ۳۰۵)

فرمودات سیّدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

"ایسے وقت میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ایک طوفان بدتمیزی مچا ہوا ہے یقیناً اللہ تعالیٰ کے فرشتے آپ پر دُرود بھیجتے ہوں گے، بھیج رہے ہوں گے، بھیج رہے ہیں۔ ہمارا بھی کام ہے جنہوں نے اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عاشق صادق اور امام الزمان کے سلسلہ اور اس کی جماعت سے منسلک کیا ہوا ہے کہ اپنی دعاؤں کو درود میں ڈھال دیں اور فضا میں اتنا درود وصدق دل کے ساتھ بکھیریں کہ فضا کا ہر ذرہ درود سے مہک اٹھے اور ہماری تمام دعائیں اس درود کے وسیلے سے خدا تعالیٰ کے دربار میں پہنچ کر قبولیت کا درجہ پانے والی ہوں۔ یہ ہے اس پیار اور محبت کا اظہار جو ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے ہونا چاہئے اور آپؐ کی آل سے ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو بھی عقل دے، سمجھ دے کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرستادہ کو پہچانیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس روحانی فرزند کی جماعت میں شامل ہوں جو صلح، امن اور محبت کی فضا کو دوبارہ دنیا میں پیدا کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو بلند کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو عقل دے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہونے کے باوجود آج پھر دیکھ لیں چودہ سو سال کے بعد بھی اسی مہینے میں جب محرم کا مہینہ ہی چل رہا ہے اور اسی سرزمین میں پھر مسلمان مسلمان کا خون بہا رہا ہے مگر سبق کبھی بھی نہیں سیکھا اور ابھی تک خون بہاتے چلے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو عقل دے اور اس عمل سے باز آئیں اور اپنے دل میں خدا کا خوف پیدا کریں اور اسلام کی سچی تعلیم پر عمل کرنے والے ہوں۔ یہ سب کچھ جو یہ کر رہے ہیں زمانے کے امام کو نہ پہچاننے کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے انکار کی وجہ سے ہو رہا ہے۔

پس آج ہر احمدی کی ذمہ داری ہے، بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ جس نے اس زمانہ کے امام کو پہچانا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی محبت کے جذبے کی وجہ سے بہت زیادہ دُرود پڑھیں، دعائیں کریں، اپنے لئے بھی اور دوسرے مسلمانوں کے لئے بھی تا کہ اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو تباہی سے بچا لے۔

آنحضرت ﷺ سے محبت کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اپنی دعاؤں میں امت مسلمہ کو بہت جگہ دیں۔ غیروں کے بھی ارادے ٹھیک نہیں ہیں۔ ابھی پتہ نہیں کن کن مزید مشکلوں اور ابتلاؤں میں اور مصیبتوں میں ان لوگوں نے گرفتار ہونا ہے اور ان مسلمانوں کو سامنا کرنا پڑنا ہے۔ اور کیا کیا منصوبے ان کے خلاف ہو رہے ہیں۔ اللہ ہی رحم کرے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ سیدھے راستے پر چلاتا رہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہم شکر گزار بندے ہوں۔ اور اس کا شکر کریں کہ اس نے ہمیں اس زمانے کے امام کو ماننے کی توفیق دی ہے۔ اور اب اس ماننے کے بعد اس کا حق ادا کرنے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔"

(ارشاد فرمودہ ۲۴/فروری ۲۰۰۶ء بمقام مسجد بیت الفتوح مورڈن)

احبابِ جماعت کے نام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا ایک اہم پیغام

"قدرتِ ثانیہ خدا کی طرف سے ایک بہت بڑا انعام ہے جس کا مقصد قوم کو متحد کرنا ہے اور تفرقہ سے محفوظ رکھنا ہے۔ یہ وہ لڑی ہے جس میں جماعت موتیوں کی مانند پروئی ہوئی ہے۔ اگر موتی بکھرے ہوں تو نہ تو محفوظ ہوتے ہیں اور نہ ہی خوبصورت معلوم ہوتے ہیں۔ ایک لڑی میں پروئے ہوئے موتی ہی خوبصورت اور محفوظ ہوتے ہیں۔ اگر قدرتِ ثانیہ نہ ہو تو اسلام کبھی ترقی نہیں کر سکتا۔ پس اس قدرت کے ساتھ کامل اخلاص اور محبت اور وفا اور عقیدت کا تعلق رکھیں اور خلافت کی اطاعت کے جذبہ کو دائمی بنائیں اور اس کے ساتھ محبت کے جذبہ کو اس قدر بڑھائیں کہ اس محبت کے بالمقابل دوسرے تمام رشتے کمتر نظر آئیں۔ امام سے وابستگی میں ہی سب برکتیں ہیں۔ اور وہی آپ کے لئے ہر قسم کے فتنوں اور ابتلاؤں کے مقابلہ کے لئے ایک ڈھال ہے...... اگر آپ نے ترقی کرنی ہے اور دنیا پر غالب آنا ہے تو میری آپ کو یہی نصیحت ہے اور میرا یہی پیغام ہے کہ آپ خلافت سے وابستہ ہو جائیں۔ اس حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھیں۔ ہماری ساری ترقیات کا دارومدار خلافت سے وابستگی میں ہی پنہاں ہے۔"

(مشعل راہ جلد پنجم صفحہ5)

خلفاء حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اوّلین تاریخی خطابات

ذیل میں سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقدس خلفاء کے پہلے ایمان افروز اور تاریخی خطابات پیش کئے جاتے ہیں جو انہوں نے منصبِ خلافت پر متمکن ہونے کے بعد ارشاد فرمائے۔

حضرت حکیم نور الدین خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کا پہلا تاریخی خطاب

27مئی1908ء

''میں اُس اللہ کی تعریف کرتا ہوں جو ابدی اور ازلی ہمارا خدا ہے۔ ہر ایک نبی جو دنیا میں آتا ہے اُس کا ایک کام ہوتا ہے جو کرتا ہے۔ جب کر چکتا ہے خدا تعالیٰ اس کو بلا لیتا ہے۔ حضرت موسیٰ کی نسبت یہ مشہور ہے کہ وہ ابھی بلادِ شام نہیں پہنچے تھے کہ رستہ میں ہی فوت ہو گئے۔ حضرت نبی کریم ﷺ نے قیصر و کسریٰ کی کنجیوں کا ذکر فرمایا تھا کہ مجھے دی گئی ہیں مگر آپؐ نے وہ کنجیاں (چابیاں) نہ دیکھیں کہ چل بسے۔ ایسی باتوں میں اللہ تعالیٰ کے مخفی اسرار ہوتے ہیں۔ یہاں بھی بہت سے لوگ تعجب کریں گے کہ کئی پیش گوئیاں کی تھیں وہ ابھی پوری نہیں ہوئیں۔ میرے خیال میں یہ اللہ کی سنت ہے کہ وہ بتدریج کام کرتا ہے اور پھر جسے مخاطب کرتا ہے کبھی اُس سے مراد اُس کا مثیل بھی ہوتا ہے۔ پہلے پارہ میں فرمایا کہ تم نے موسیٰ سے پانی مانگا اور ایسا ہی اور جگہ فرمایا۔ حالانکہ نبی کریم ﷺ کے مخاطب وہ لوگ نہ تھے۔ پس خدا کی باتیں رنگ برنگ شکلوں میں پوری ہوتی ہیں۔ اسی طرح اللہ کی یہ بھی سنت ہے کہ بعض مواعیدالٰہیہ کسی دوسرے وقت پر ملتوی کئے جاتے ہیں۔ اسی لئے فرمایا یُصِبْکُمْ بَعْضُ الَّذِیْ یَعِدُکُم اس بَعْضُ الَّذِی پر خوب غور کرو کہ اس میں یہی سرّ تھا کہ تمام وعدے نبی کی زندگی میں پورے نہ ہوں گے۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ نے فرمایا قَدْ یُوْعِد وَ لَا یُوَ فِّی یعنی بعض دفعہ خدا وعدہ کرتا ہے مگر پورا نہیں کرتا۔ نادان سمجھتا ہے کہ اس نے وفا نہیں کی حالانکہ مناسب وقت پر وہ وعدہ یا اس کی مثل پورا ہو جاتا ہے۔

میری پچھلی زندگی پر غور کرلو۔ میں کبھی امام بننے کا خواہشمند نہیں ہوا۔ مولوی عبد الکریم مرحوم امام الصلوٰۃ بنے تو میں نے بھاری ذمہ داری سے اپنے تئیں سبکدوش خیال کیا تھا۔ میں اپنی حالت سے خوب واقف ہوں اور میرا رب مجھ سے بھی زیادہ واقف ہے۔ میں دنیا میں ظاہر داری کا خواہش مند نہیں۔ میں ہرگز ایسی باتوں کا خواہشمند نہیں۔ اگر خواہش ہے تو یہ کہ میرا مولیٰ مجھ سے راضی ہو جائے۔ اِس خواہش کے لئے میں دعائیں کرتا ہوں۔ قادیان بھی اس لئے رہا اور رہتا ہوں اور رہوں گا۔ میں نے اس فکر میں کئی دن گذارے کہ ہماری حالت حضرت صاحب کے بعد کیا ہوگی۔ اسی لئے میں کوشش کرتا رہا کہ میاں محمود کی تعلیم اس درجہ تک پہنچ جائے۔ حضرت صاحب کے اقارب میں اس وقت تین آدمی موجود ہیں۔ اوّل میاں محمود احمد، وہ میرا بھائی بھی ہے، میرا بیٹا بھی۔ اُس کے ساتھ میرے خاص تعلقات ہیں۔ قرابت کے لحاظ سے میر ناصر نواب صاحبؓ ہمارے اور حضرت کے ادب کا مقام ہیں۔ تیسرے قریبی نواب محمد علی صاحبؓ ہیں۔ اسی طرح خدمت گذارانِ دین میں سے سیّد محمد احسن صاحب نہایت اعلیٰ درجہ کی لیاقت رکھتے ہیں۔ سیّد بھی ہیں، خدماتِ دین میں بھی ایسے ایسے کام کئے ہیں کہ میرے جیسا انسان شرمندہ ہو جاتا ہے۔ آپ نے ضعف العمری میں بہت سی تصانیف حضرت صاحب کی تائید میں کیں۔ یہ ایسی خدمت ہے جو انہی کا حصہ ہے۔ بعد میں اس کے مولوی محمد علی صاحب ہیں جو ایسی خدمات کرتے ہیں جو میرے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتیں۔ یہ سب لوگ موجود ہیں۔ باہر کے لوگوں میں سیّد حامد شاہ اور مولوی غلام حسن ہیں اور بھی کئی ہی اصحاب ہیں۔

یہ ایک بڑا بوجھ ہے۔ خطرناک بوجھ ہے۔ اس کا اٹھانا مامور کا کام ہو سکتا ہے کیونکہ اس سے خدا کے عجیب در عجیب وعدے ہوتے ہیں جو ایسے دکھوں کے لئے جو پیٹھ توڑ دیں عصا بن جاتے ہیں۔ موجودہ حالت میں سوچ لو کیسا وقت ہے جو ہم پر آیا ہے۔ اس وقت مردوں بچوں اور عورتوں کے لئے ضروری ہے کہ وحدت کے نیچے ہوں۔ اس وحدت کے لئے ان بزرگوں میں سے کسی کی بیعت کرلو۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ میں خود ضعیف ہوں، بیمار رہتا ہوں، پھر طبیعت مناسب نہیں۔ اتنا بڑا کام آسان نہیں۔

حضرت صاحب کے ساتھ چار کار تھے۔ ایک اُن کی اپنی عبودیت۔ دوم کنبہ پروری۔ سوم مہمان نوازی۔ چہارم اشاعتِ اسلام جو اُن کا اصل مقصد تھا۔ اُن چار کاموں میں سے ایک سے ہم سبکدوش ہو سکتے ہیں۔ وہ آپؑ کی عبودیت تھی جو ان کے ساتھ رہے گی۔ آپؑ نے جیسے اس جہاں میں خدمتیں کیں ویسے ہی بعد الموت کریں گے۔ باقی تین کام ہیں، ان میں سے اشاعتِ اسلام کا کام بہت اہم اور مشکل ہے۔ اس وقت دہریت کے علاوہ اندرونی اختلاف بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کے اختلاف کے مٹانے کے لئے ہماری جماعت کو منتخب کرلیا ہے۔ تم آسان سمجھتے ہو مگر بوجھ

اٹھانے والے کے لئے سخت مشکل ہے۔پس میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جن عمائد کا نام ہے ان میں سے کوئی منتخب کرلو میں تمہارے ساتھ بیعت کرنے کو تیار ہوں۔اگر تم میری ہی بیعت کرنا چاہتے ہو تو سن لو کہ بیعت بِک جانے کا نام ہے۔ایک دفعہ حضرت نے مجھے اشارۃً فرمایا کہ وطن کا خیال بھی نہ کرنا سواس کے بعد میری ساری عزت اور سارا خیال انہی سے وابستہ ہوگیا اور میں نے کبھی وطن کا خیال تک نہیں کیا۔پس بیعت کرنا ایک مشکل امر ہے۔ایک شخص دوسرے کے لئے اپنی تمام حریت اور بلند پروازیوں کو چھوڑ دیتا ہے۔اسی لئے اللہ نے اپنے بندے کا نام عبد رکھا ہے۔اس عبودیت کا بوجھ اپنی ذات کے لئے مشکل سے اٹھایا جاتا ہے۔کوئی دوسرے کے لئے کیا اور کیوں کر اٹھائے۔طبائع کے اختلاف پر نظر کرکے یک رنگ ہونے کے لئے بڑی ہمت کی ضرورت ہے۔میں تو حضرت صاحبؑ کے کاموں میں حیران ہوتا ہوں کہ اوّل بیمار، پھر اس قدر بوجھ۔نثر،نظم،تصنیف، دیگر ضروری کام۔ادھر میں حضرت صاحب کے قریب عمر،وہاں تائیدات روزانہ موجود،یہاں میری حالت ناگفتہ بہ۔اسی لئے فرمایا فَاَصْبَحْتُم بِنِعْمَتِہٖ اِخْوَانًا کہ یہ سب کچھ خدا کے فضل پر موقوف ہے۔

میں ایک بڑا امر پیش کرتا ہوں کہ جناب ابوبکرؓ کے زمانہ میں عرب میں ایسی بلا پھیلی تھی کہ سوا مکہ اور مدینہ اور جوثہ کے سخت شور و شر اٹھا تھا۔مکہ والے بھی فرنٹ ہونے لگے۔مگر وہ بڑی پاک روح تھی جس نے انہیں کہا کہ اسلام لانے میں تم سب سے پیچھے ہو۔مرتد ہونے میں کیوں پہلے بنتے ہو۔حضرت صدیقہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میرے باپ کے اُوپر جو پہاڑ گرا ہے وہ کسی اور پر گرتا تو چُور ہو جاتا۔پھر ہزار کی جماعت مدینہ میں موجود تھی اور چونکہ آنحضرت ﷺ حکم دے چکے تھے کہ ایک لشکر روانہ کرنا ہے بس اس کو بھیج دیا۔ادھر اپنی قوم کا یہ حال تھا مگر آخر خدا نے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھلایا وَ لَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ کا زمانہ آ گیا۔اِس وقت بھی اس قسم کا واقعہ پیش آیا ہے۔میں چاہتا ہوں کہ دفن ہونے سے پہلے تمہارا کلمہ ایک ہو جائے۔

نبی کریم ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں صحابہ کرام کو بہت سی مسائی جمیلہ کرنی پڑیں۔سب سے پہلا اہم کام جو کیا وہ جمع قرآن ہے۔اب موجودہ صورت میں جمع یہ ہے کہ اُس پر عمل درآمد کرنے کی طرف خاص توجہ ہو۔پھر حضرت ابوبکرؓ نے زکوٰۃ کا انتظام کیا۔یہ بڑا عظیم الشان کام ہے۔انتظام زکوٰۃ کے لئے اعلیٰ درجہ کی فرمانبرداری کی ضرورت ہے۔پھر کنبہ کی پرورش ہے۔غرض کئی ایسے کام ہیں۔

اب تمہاری طبیعتوں کے رخ خواہ کسی طرف ہوں تمہیں میرے احکام کی تعمیل کرنی ہو گی۔اگر یہ بات تمہیں منظور ہو تو میں طوعاً و کرھاً اس بوجھ کو اٹھاتا ہوں۔وہ بیعت کے دس شرائط بدستور قائم ہیں۔ان میں خصوصیت سے میں قرآن کو سیکھنے اور زکوٰۃ کا انتظام کرنے،واعظین کے بہم پہنچانے اور ان امور کو جو وقتاً فوقتاً اللہ میرے دل میں ڈالے کو شامل کرتا ہوں۔پھر تعلیم دینیات،دینی مدرسہ کی تعلیم میری مرضی اور منشاء کے مطابق کرنا ہوگی۔اور میں اس بوجھ کو صرف اللہ کے لئے اٹھاتا ہوں جس نے فرمایا وَلْتَکُنْ مِّنْکُمْ اُمَّۃٌ یَّدْعُوْنَ اِلَی الْخَیْرِ۔یاد رکھو کہ ساری خوبیاں وحدت میں۔جس کا کوئی رئیس نہیں وہ مرچکی۔''(الحکم نمبر 37 جلد 12 مورخہ 6 جون 1908ء)

حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا پہلا تاریخی خطاب

14 مارچ 1914ء

''سنو! دوستو! میرا یقین اور کامل یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اور اُس کا کوئی شریک نہیں۔میرے پیارو! پھر میرا یقین ہے کہ حضرت محمد رسول ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔میرا یقین ہے کہ آپؐ کے بعد کوئی شخص نہیں آ سکتا جو آپ کی دی ہوئی شریعت میں سے ایک شعشہ بھی منسوخ کر سکے۔

میرے پیارو! میرا وہ محبوب آقا سیّدالانبیاء ایسی عظیم الشان شان رکھتا ہے کہ ایک شخص اُس کی غلامی میں داخل ہوکر کامل اتباع اور وفاداری کے بعد نبیوں کا رتبہ حاصل کرسکتا ہے۔یہ سچ ہے کہ آنحضرت ﷺ ہی کی ایسی شان اور عزت ہے کہ آپؐ کی سچی غلامی میں نبی پیدا ہوسکتا ہے۔یہ میرا ایمان ہے اور پورے یقین سے کہتا ہوں۔پھر میرا یقین ہے کہ قرآن مجید وہ پیاری کتاب ہے جو آنحضرت ﷺ پر نازل ہوئی ہے اور وہ خاتم الکتب اور خاتم شریعت ہے۔

پھر میرا یقین کامل ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام وہی نبی تھے جس کی خبر مسلم میں ہے اور وہی امام تھے جس کی خبر بخاری میں ہے۔میں پھر کہتا ہوں کہ شریعتِ اسلامی میں کوئی حصہ اب منسوخ نہیں ہوسکتا۔صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اعمال کی اقتدا کرو۔وہ نبی کریم ﷺ کی دعاؤں اور کامل تربیت کا نمونہ تھے آنحضرت ﷺ کے بعد دوسرا اجماع جو ہوا وہ وہی خلافتِ حقہ راشدہ کا سلسلہ ہے۔خوب غور سے دیکھ لو اور تاریخ اسلام میں پڑھ لو کہ جو ترقی اسلام کی خلفائے راشدین کے زمانہ میں ہوئی جب وہ خلافت محض حکومت کے رنگ میں تبدیل ہوگئی تو گھٹتی گئی۔یہاں تک کہ اب جو اسلام اور اہلِ اسلام کی حالت ہے تم دیکھتے ہو۔

تیرہ سو سال کے بعد اللہ تعالیٰ نے اسی منہاج نبوۃ پر حضرت مسیح موعودؑ کو آنحضرت ﷺ کے وعدوں کے موافق بھیجا اور ان کی وفات کے بعد وہی سلسلہ خلافت راشدہ کا چلایا ہے۔حضرت خلیفۃ المسیح مولانا مولوی نور الدین صاحب،ان کا درجہ اعلیٰ علّیین میں ہو،اللہ تعالیٰ کروڑوں رحمتیں اور برکتیں ان پر نازل کرے۔جس طرح پر آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی محبت ان کے دل میں بھری ہوئی اور ان کے رگ و ریشہ میں جاری تھی جنت میں بھی اللہ تعالیٰ انہیں پاک وجودوں اور

پیاروں کے قرب میں آپ کو اکٹھا کرے، اس سلسلہ کے پہلے خلیفہ تھے اور ہم سب نے اسی عقیدہ کے ساتھ ان کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ پس جب تک یہ سلسلہ چلتا رہے گا اسلام مادی اور روحانی طور پر ترقی کرتا رہے گا۔ اس وقت جو تم نے پکار پکار کر کہا ہے کہ میں اس بوجھ کو اٹھاؤں اور تم نے بیعت کے ذریعہ اظہار کیا ہے۔ میں نے مناسب سمجھا کہ میں تمہارے آگے اپنے عقیدہ کا اظہار کروں۔

میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ میرے دل میں ایک خوف ہے اور میں اپنے وجود کو بہت ہی کمزور پاتا ہوں۔ حدیث میں آیا ہے کہ تم اپنے غلام کو وہ کام مت بتاؤ جو وہ کر نہیں سکتا۔ تم نے مجھے اس وقت غلام بنانا چاہا ہے تو وہ کام مجھے نہ بتانا جو میں کر نہ سکوں۔ میں جانتا ہوں کہ میں کمزور اور گنہگار ہوں۔ میں کس طرح دعویٰ کر سکتا ہوں کہ دنیا کی ہدایت کر سکوں گا اور حق اور راستی کو پھیلا سکوں گا۔ ہم تھوڑے ہیں اور اسلام کے دشمنوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے فضل اور کرم اور غریب نوازی پر ہماری امیدیں بے انتہا ہیں۔ تم نے یہ بوجھ مجھ پر رکھا ہے تو سنو! اس ذمہ داری سے عہدہ برا ہونے کے لئے میری مدد کرو اور وہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ سے فضل اور توفیق چاہو اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور فرمانبرداری میں میری اطاعت کرو میں انسان ہوں اور کمزور انسان۔ مجھ سے کمزوریاں ہوں گی تو تم چشم پوشی کرنا۔ تم سے غلطیاں ہوں گی، میں خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر سمجھ کر عہد کرتا ہوں کہ میں چشم پوشی اور درگزر کروں گا۔ اور میرا اور تمہارا متحد کام اس سلسلہ کی ترقی اور اس سلسلہ کی غرض وغایت کو عملی رنگ میں پیدا کرنا ہے۔ پس اب جو تم نے میرے ساتھ ایک تعلق پیدا کیا ہے، اس کو وفاداری سے پورا کرو۔ تم مجھ سے اور میں تم سے چشم پوشی خدا کے فضل سے کرتا رہوں گا۔ تمہیں امر بالمعروف میں میری اطاعت اور فرمانبرداری کرنی ہوگی۔ اگر نعوذ باللہ کہوں کہ خدا ایک نہیں تو اُسی خدا کی قسم دیتا ہوں جس کے قبضہ قدرت میں ہم سب کی جان ہے جو وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ اور لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ ہے کہ میری ایسی بات ہرگز نہ ماننا۔

اگر میں تمہیں نعوذ باللہ نبوت کا کوئی نقص بتاؤں تو مت مانیو۔ اگر قرآن کریم کا کوئی نقص بتاؤں تو پھر خدا کی قسم دیتا ہوں مت مانیو۔ حضرت مسیح موعودؑ نے جو خدا تعالیٰ سے وحی پا کر تعلیم دی ہے اس کے خلاف کہوں تو ہرگز ہرگز نہ ماننا۔ ہاں میں پھر کہتا ہوں اور پھر کہتا ہوں کہ امرِ معروف میں میری خلاف ورزی نہ کرنا۔

اگر اطاعت اور فرمانبرداری سے کام لوگے اور اس عہد کو مضبوط کرو گے تو یاد رکھو اللہ تعالیٰ کا فضل ہماری دستگیری کرے گا اور ہماری متحد دعائیں کامیاب ہوں گی۔

اور میں اپنے مولیٰ پر بہت بڑا بھروسہ رکھتا ہوں، مجھے یقین کامل ہے کہ میری نصرت ہوگی۔ پرسوں جمعہ کے روز میں نے ایک خواب سنایا تھا کہ میں بیمار ہو گیا اور مجھے ران میں درد محسوس ہوا اور میں نے سمجھا کہ شاید طاعون ہونے لگا تب میں نے اپنا دروازہ بند کر لیا اور فکر کرنے لگا کہ یہ کیا ہونے لگا ہے۔ میں نے سوچا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے وعدہ کیا تھا اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّار یہ خدا کا وعدہ آپؑ کی زندگی میں پورا ہوا۔ شاید خدا کے مسیح کے بعد یہ وعدہ نہ رہا ہو کیونکہ وہ پاک وجود ہمارے درمیان نہیں۔ اسی فکر میں کیا دیکھتا ہوں، یہ خواب نہ تھی بیداری تھی۔ میری آنکھیں کھلی تھیں اور میں در و دیوار کو دیکھتا تھا، کمرے کی چیزیں نظر آ رہی تھیں۔ میں نے اس حالت میں اللہ تعالیٰ کو دیکھا کہ ایک سفید اور نہایت چمکتا ہوا نور ہے۔ نیچے سے آتا ہے اور اوپر چلا جاتا ہے، نہ اس کی ابتداء ہے نہ انتہاء۔ اُس نور میں سے ایک ہاتھ نکلا جس میں ایک سفید چینی کے پیالہ میں دودھ تھا جو مجھے پلایا گیا۔ جس کے معاً بعد مجھے آرام ہو گیا اور کوئی تکلیف نہ رہی۔ اس قدر حصہ میں نے سنایا تھا، اس کا دوسرا حصہ اس وقت میں نے نہیں سنایا تھا۔ اب سناتا ہوں۔ وہ پیالہ جب مجھے پلایا گیا تو معاً میری زبان سے نکلا 'میری امت بھی کبھی گمراہ نہ ہوگی'۔ میری امت کوئی نہیں۔ تم میرے بھائی ہو، مگر اس نسبت سے جو آنحضرت ﷺ سے حضرت مسیح موعود کو ہے یہ فقرے تھے۔ جس کام کو مسیح موعود نے جاری کیا اپنے موقعہ پر وہ امانت میرے سپرد ہوئی ہے۔ پس دعائیں کرو اور تعلقات بڑھاؤ اور قادیان آنے کی کوشش کرو اور بار بار آؤ۔ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سنا اور بار بار سنا کہ جو یہاں بار بار نہیں آتا اندیشہ ہے کہ اس کے ایمان میں نقص ہو۔ اسلام کا پھیلانا ہمارا کام ہے۔ مل کر کوشش کرو تا کہ اللہ تعالیٰ کے احسانوں اور فضلوں کی بارش ہو۔

میں پھر تمہیں کہتا ہوں، پھر کہتا ہوں، اور پھر کہتا ہوں۔ اب جو تم نے بیعت کی ہے اور میرے ساتھ ایک تعلق حضرت مسیح موعودؑ کے بعد قائم کیا ہے اُس تعلق میں وفاداری کا نمونہ دکھاؤ اور مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھو۔ میں ضرور تمہیں یاد رکھوں گا، ہاں یاد رکھتا بھی رہا ہوں۔ کوئی دعا میں نے آج تک ایسی نہیں کی جس میں مَیں نے سلسلہ کے افراد کے لئے نہ کی ہو مگر اب آگے سے بھی بہت زیادہ یاد رکھوں گا۔ مجھے کبھی پہلے بھی دعا کے لئے کوئی ایسا جوش نہیں آیا جس میں احمدی قوم کے لئے دعا نہ کی ہو۔ پھر سنو کہ کوئی کام ایسا نہ کرو جو اللہ تعالیٰ کے عہد شکن کیا کرتے ہیں۔ ہماری دعائیں یہی ہوں کہ ہم مسلمان جئیں اور مسلمان مریں، آمین۔''

(الفضل قادیان مورخہ 21 مارچ 1914ء صفحہ 3-2)

حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا پہلا تاریخی خطاب

مورخہ 9نومبر1965ء

''یہ ایک عہد ہے جو صمیم قلب کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر یہ یقین رکھتے ہوئے کہ وہ عالم الغیب ہے، یہ یقین رکھتے ہوئے کہ لعنتی ہے وہ شخص جو فریب سے

کام لیتا ہے، میں نے آپ لوگوں کے سامنے دہرایا ہے۔ میں حتی الوسع تبلیغ اسلام کے لئے کوشش کرتا رہوں گا اور آپ میں سے ہر ایک کے ساتھ ہمدردی اور خیر خواہی کا

سلوک کروں گا۔ چونکہ آپ نے مجھ پر ایک بھاری ذمہ داری ڈالی ہے اس لئے میں امید رکھتا ہوں کہ آپ بھی اپنی دعاؤں اور مشوروں سے میری مدد کرتے رہیں گے کہ خدا تعالیٰ میرے جیسے حقیر اور عاجز انسان سے وہ کام لے جو احمدیت کی تبلیغ، اسلام کی اشاعت اور توحید الٰہی کے قیام کے لئے ضروری ہے۔ اور اپنی رحمت فرماتے ہوئے میرے دل پر آسمانی نور نازل فرمائے اور مجھے وہ کچھ سکھائے جو انسان خود نہیں سیکھ سکتا۔ میں بڑا ہی کم علم ہوں، نااہل ہوں، مجھ میں کوئی طاقت نہیں، کوئی علم نہیں۔ جب میرا نام تجویز کیا گیا تو میں لرز اٹھا اور میں نے دل میں کہا کہ میری کیا حیثیت ہے۔ پھر ساتھ ہی مجھے یہ بھی خیال آیا کہ ہمارے پیارے امام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے باوجود اس کے کہ خدا تعالیٰ نے انہیں اپنی بہت سی نعمتوں سے نوازا تھا فرمایا ہے

کرم خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں

جب ہمارے پیارے امام نے ان الفاظ میں اپنے خدا کو مخاطب فرمایا ہے اور اس کے حضور اپنے آپ کو "کرم خاکی" قرار دیا ہے تو مَیں تو اس اپنے آپ کو "کرمِ خاکی" کہنے والے سے کوئی بھی نسبت نہیں رکھتا۔ لیکن ساتھ ہی مجھے خیال آیا کہ میں بے شک ناچیز ہوں اور ایک بے قیمت مٹی کی حیثیت رکھتا ہوں لیکن اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو وہ مٹی کو بھی نور بخش سکتا ہے اور اُس مٹی میں بھی وہ طاقتیں اور قوتیں بھر سکتا ہے جو کسی کے خیال میں بھی نہیں آسکتیں۔ وہ اُس مٹی میں ایسی چمک دمک پیدا کر سکتا ہے کہ جو سونے اور ہیروں میں نہ ہو۔

غرضیکہ میرے پاس ایسے الفاظ نہیں جن سے میں اپنی کمزوریوں کو بیان کر سکوں۔ اس لئے آپ دعاؤں سے میری مدد کریں۔ جہاں تک ہو سکے گا میں آپ میں سے ہر ایک کی بھلائی کی کوشش کروں گا۔ اختلاف تو ہم بھائیوں میں بھی ہو سکتا ہے لیکن اختلاف کو انشقاق اور تفرقہ اور جماعت میں انتشار کا موجب نہیں بنانا چاہئے۔

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی وفات کے وقت اور بعد میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کے ہر فرد نے یہ عہد کیا تھا کہ ہم جماعت میں تفرقہ پیدا نہیں ہونے دیں گے اور اُس کے لئے جو قربانی ہمیں دینی پڑے گی ہم دیں گے۔ یہ ہرگز نہ ہوگا کہ ہم اپنے مفاد کی خاطر جماعت کے مفاد کو قربان کر دیں بلکہ بہر صورت ہم جماعت کے مفاد کو مقدم کریں گے۔

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے بڑی کامیابی عطا فرمائی اور جو کام خدا تعالیٰ نے ان کے سپرد کیا تھا اسے انہوں نے پوری طرح نبھایا۔ اب ہمارا فرض ہے کہ ہم اس کو ترقی دیں اور اس میں کمزوری نہ آنے دیں۔ اس بارے میں کل ایک دوست نے مجھ سے بات کرنا چاہی تو میں نے کہا میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہمارے خاندان میں کوئی فرد اپنے مفاد کے لئے جماعت کے مفاد کو قربان نہیں کر سکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کا ہر فرد خدا کا ہے، مسیح موعود کا ہے، جماعت کا ہے۔ ہماری طرف سے کوئی کمزوری اور فتنہ نہ ہوگا۔

پس اب خدا تعالیٰ نے جو یہ ذمہ داری میرے کندھوں پر ڈالی ہے اور اس کام کے لئے آپ نے مجھے منتخب کیا ہے میں بہت کمزور انسان ہوں۔ اس لئے آپ کا فرض ہے کہ آپ دعاؤں سے میری مدد کریں کہ خدا تعالیٰ مجھے توفیق بخشے کہ میں اس ذمہ داری کو پوری طرح ادا کر سکوں اور خدمتِ دین اور اشاعتِ اسلام میں کوئی روک پیدا نہ ہو بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ کام ترقی کرتا چلا جائے حتیٰ کہ اسلام دنیا کے تمام ادیانِ باطلہ پر غالب آجائے۔

آپ مجھے اپنا ہمدرد اور خیر خواہ پائیں گے کیونکہ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہماری اسی طرح تربیت کی ہے۔ میں چھوٹا تھا اور اب اس عمر کو پہنچا ہوں۔ ہم نے یہی محسوس کیا کہ حضور کی ہمیشہ یہی خواہش رہی کہ میرے بچے دنیا کے لئے خیر کا منبع ہوں۔ کسی کو اُن سے تکلیف نہ پہنچے۔ اسی خواہش کا حضورؓ نے اپنے ایک شعر میں یوں اظہار فرمایا ہے "الٰہی خیر ہی دیکھیں نگاہیں"۔

پھر مجھے جو ماں ملی (یعنی ام المومنین رضی اللہ عنہا) جس نے میری تربیت کی، ویسی ازواجِ مطہرات کے بعد ماں کسی کو نہیں ملی یعنی حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا۔ وہ ایسی تربیت کرتی تھیں کہ دنیا کا کوئی ماہر نفسیات ایسی تربیت نہیں کر سکتا۔ مجھے یاد ہے کہ ایک دو یتیم بچوں (بہن بھائی) کو حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پالا تھا۔ آپ نے اپنے ہاتھ سے نہلایا دھلایا اور ان کی جوئیں نکالیں۔ مجھے وہ کمرہ بھی یاد ہے جہاں دستر خوان بچھا تھا اور جس پر حضرت اماں جان نے اپنے ساتھ ان بچوں کو کھانے کے لئے بٹھایا لیکن معلوم نہیں مجھے اس وقت کیا سوجھی کہ میں اُن کے ساتھ نہ بیٹھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اُس دن حضرت اماں جانؓ نے کھانا نہیں دیا یہاں تک کہ شام کو میں نے خود مانگ کر کھانا کھایا۔ اس میں ایک سبق تھا کہ جس کو دنیا یتیم کہتی ہے، مسکین کہتی ہے، خدا تعالیٰ کے بندے ہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم ان کی حفاظت کریں اور ان کے نگران بنیں۔ (الفضل مورخہ 17 نومبر 1965 صفحہ 3-2)

حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا پہلا تاریخی خطاب

مورخہ 10 جون 1982ء

"مجھے سیکرٹری صاحب (مجلسِ شوریٰ) نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ، اللہ تعالیٰ ان کے تمام مقاصد کو کامیاب کرے، تمام نیک کام جن کی بنیادیں انہوں نے رکھیں، ہم سب کو ان کو محض رضائے باری تعالیٰ کے جذبہ سے معمور ہو کر پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے، کا انتخاب ہوا تو آپ نے سب سے پہلے مختصر خطاب فرمایا اور اس کے بعد بیعت لی۔ میں سوائے اس کے کچھ نہیں کہنا چاہتا کہ اپنے لئے بھی دعا کریں اور میرے لئے بھی دعا کریں کہ

رَبَّنَا وَ لَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ. وَاعْفُ عَنَّا. وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا. اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ (سورۃ البقرۃ:287)

یہ ذمہ داری اتنی سخت ہے، اتنی وسیع ہے اور اتنی دل ہلا دینے والی ہے کہ اس کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بستر مرگ پر آخری سانس لینے کے قریب یہ فقرہ ذہن میں آجاتا ہے اَللّٰھُمَّ لَا لِی وَ لَا عَلَیّ یہ درست ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے اور ہمیشہ سے میرا اسی پر ایمان ہے اور مرتے دم تک اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اسی پر ایمان رہے گا۔ یہ درست ہے کہ اس میں کسی انسانی طاقت کا دخل نہیں اور اس لحاظ سے بحیثیت خلیفہ اب میں نہ آپ کے سامنے، نہ کسی کے سامنے جوابدہ ہوں، نہ جماعت کے کسی فرد کے سامنے جوابدہ ہوں لیکن یہ کوئی آزادی نہیں کیونکہ میں براہ راست اپنے ربّ کے حضور جوابدہ ہوں۔ آپ تو میری غلطیوں سے غافل ہو سکتے ہیں۔ آپ کی نظر میرے دل پر نہیں، آپ شاہد و غائب کی باتوں کا علم نہیں جانتے۔ میرا ربّ میرے دل کی پاتال تک دیکھتا ہے۔ اگر جھوٹے عذر ہوں گے تو انہیں قبول نہیں فرمائے گا۔ اگر اخلاص اور پوری طرح وفا کے ساتھ، تقویٰ کو مدِنظر رکھتے ہوئے میں نے کوئی فیصلہ کیا تو اس کے حضور صرف وہی پہنچے گا۔ اس لئے میری گردن آپ سے تو آزاد ہوگئی لیکن کائنات کی سب سے زیادہ طاقتور ہستی کے حضور جھک گئی اور اسی کے ہاتھوں میں آئی ہے۔ یہ کوئی معمولی بوجھ نہیں۔

میرا سارا وجود اس کے تصور سے کانپ رہا ہے کہ میرا ربّ مجھ سے راضی رہے۔ اس وقت تک زندہ رکھے جس وقت تک میں اس کی رضا پر چلنے کا اہل ہوں اور توفیق فرمائے کہ ایک لحہ بھی اس کی رضا کے بغیر میں نہ سوچ سکوں، نہ کر سکوں۔ وہم و گمان بھی مجھے اس کا پیدا نہ ہو۔ سب کے حقوق کا خیال رکھوں اور انصاف کو قائم کروں جیسا کہ اسلام کا تقاضہ ہے۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ انصاف کے قیام کے بغیر احسان کا قیام بھی ممکن نہیں اور احسان کے قیام کے بغیر وہ جنت کا معاشرہ وجود میں نہیں آسکتا جسے ایتاذی القربیٰ کا نام دیا گیا ہے۔ اس لئے سب دعائیں کریں۔

پیشتر اس کے کہ میں بیعت کا آغاز کروں، میں چاہتا ہوں کہ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب سے درخواست کروں کہ صحابہ کی نمائندگی میں آگے تشریف لا کر پہلا ہاتھ وہ رکھیں۔ میری خواہش ہے، میرے دل کی تمنا ہے کہ وہ ہاتھ جس نے سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھوں کو چھوا ہے وہ پہلا ہاتھ ہو جو میرے ہاتھ پر آئے۔ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب سے میں درخواست کرتا ہوں کہ وہ تشریف لائیں۔ اس کے بعد بیعت کا آغاز ہوگا۔''

(الفضل ربوہ 19 جون 1982ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا پہلا تاریخی خطاب مورخہ 22 اپریل 2003ء

احبابِ جماعت سے صرف ایک درخواست ہے کہ آج کل دعاؤں پر زور دیں، دعاؤں پر زور دیں، دعاؤں پر زور دیں۔ بہت دعائیں کریں، بہت دعائیں کریں، بہت دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ اپنی تائید و نصرت فرمائے اور احمدیت کا قافلہ اپنی ترقیات کی طرف رواں دواں رہے۔ آمین'' (الفضل انٹرنیشنل 25۔اپریل 2003ء)

صفحہ نمبر 15 سے آگے

1۔ رضیہ اکرم اہلیہ ڈاکٹر محمد اکرم قریشی حال ٹورانٹو: آپ بہن بھائیوں میں سب سے بڑی ہیں اور بقید حیات ہیں۔ ان کی تین بیٹیاں اور ایک بیٹا ہے اور تینوں بیٹیوں کی شادی ہو چکی ہے اور صاحب اولاد ہیں۔

2۔ منیرہ سلیم اہلیہ سلیم احمد حال نیویارک: یہ بہن جمال احمد سے چھوٹی ہیں۔ ان کے میاں سلیم احمد صاحب نیویارک میں سیکریٹری مال ہیں۔ ان کی چار بیٹیاں اور ایک بیٹا ہے۔ ساری بیٹیوں کی شادی ہو چکی ہے۔

3۔ نصیرہ رشید اہلیہ عبدالرشید حال ٹورانٹو: یہ بھی کینیڈا میں مقیم ہیں۔ ان کے چار بیٹے ہیں۔ تین بیٹیوں کی شادی ہو چکی ہے۔ (ماہنامہ انصاراللہ جون **2005**ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے مرحوم جمال صاحب کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

''میاں جمال احمد صاحب کی قربانی کا واقعہ بہت ہی دردناک بھی ہے اور ان کی بہادری پر بھی دلالت کرتا ہے، بہت نڈر انسان تھے۔ محترم جمال احمد صاحب ولد مستری نذر محمد صاحب حلقہ بھاٹی گیٹ لاہور کو **6** مارچ **1953**ء کو (قربان) کیا گیا۔ (قربانی) کے وقت آپ تعلیم الاسلام کالج لاہور میں ایف ایس سی کے طالب علم تھے۔ جب بھی حضرت مصلح موعودؓ تشریف لے جاتے تو مرحوم ساری ساری رات ڈیوٹی دیتے۔ **5** مارچ **1953**ء کو آپ ساری رات گھر کی چھت پر پہرہ دیتے رہے۔

6 مارچ کو جمعہ کے روز آپ اپنی والدہ اور بہن بھائیوں کو ملنے سائیکل پر رنگ محل جا رہے تھے۔ گھر سے کچھ فاصلہ پر محلہ دار جو آپ کو جانتے تھے جلوس کی شکل میں کھڑے تھے، آپ پاس سے گزرے تو انہوں نے پتھر برسانے شروع کر دیئے۔ آپ سائیکل سے اتر کر کھڑے ہو گئے۔ ہجوم گالیاں دیتا ہوا آپ کو مارنے کے لئے یہ کہتے ہوئے آگے بڑھا، یہ مرزائی ہے، اسے جان سے مار دو۔ ایک شخص جو آپ کو ذاتی طور پر جانتا تھا وہ آپ کے پاس آیا، کہنے لگا، جمال تم کہہ دو کہ تم احمدی نہیں ہو تو میں تمہیں بچا لوں گا۔ اگر تم ویسے نہیں کہنا چاہتے تو میرے کان میں ہی کہہ دو تو پھر بھی میں اس ہجوم کو سنبھال لوں گا۔ کیونکہ آپ نے تو کبھی جھوٹ نہیں بولا تھا۔ آپ کہنے لگے کہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدی ہوں اور اپنی جان بچانے کے لئے جھوٹ نہیں بولوں گا تم نے جو کچھ کرنا ہے کر لو۔ چنانچہ آپ کو نیچے گرا کر چاقوؤں سے (قربان) کیا گیا۔ (قربانی کے وقت آپ کی عمر صرف **17** سال تھی)۔

''جمال احمد کے بھائی نصیر الدین بلال اپنے خط میں لکھتے ہیں کہ مرحوم کے قاتل حکومت نے پکڑ کر چھوڑ دیئے لیکن خدا تعالیٰ نے ان کو ہمارے سامنے سزا دے دی۔ ایک پاگل ہو کر نہایت بری حالت میں مرایعنی گندی نالیوں کا گند پیتے ہوئے پھرتا رہا اسی حالت میں وہ مرا۔ اور دوسرا اندھا ہو کر مرا۔''

(روزنامہ الفضل 3۔اگست **1999**ء)

اسلام میں خلافت کا نظام

از تبرکات حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

خلافت کی تعریف

سب سے اوّل نمبر پر خلافت کی تعریف کا سوال ہے یعنی یہ کہ خلافت سے مراد کیا ہے اور نظامِ خلافت کس چیز کا نام ہے؟ سو جاننا چاہیئے کہ خلافت ایک عربی لفظ ہے جس کے لغوی معنی کسی کے پیچھے آنے یا کسی کا قائم مقام بننے یا کسی کا نائب ہو کر اس کی نیابت کے فرائض سرانجام دینے کے ہیں۔ اور اصطلاحی طور پر خلیفہ کا لفظ دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ اوّل وہ ربّانی مصلح جو خدا کی طرف سے دنیا میں کسی اصلاحی کام کے لئے مامور ہو کر مبعوث کیا جاتا ہے۔ چنانچہ اس معنی میں تمام انبیاء اور رسول خلیفۃ اللہ کہلاتے ہیں کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کے نائب ہونے کی حیثیت میں کام کرتے ہیں اور انہی معنوں میں قرآن شریف نے حضرت آدمؑ اور داؤدؑ کو ''خلیفہ'' کے نام سے یاد کیا ہے۔ دوم وہ برگزیدہ شخص جو کسی نبی یا روحانی مصلح کی وفات کے بعد اس کے کام کی تکمیل کے لئے اس کا قائم مقام اور اس کی جماعت کا امام بنتا ہے جیسا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما خلیفہ بنے۔

خلافت کی ضرورت

دوسرا سوال خلافت کی ضرورت کا ہے یعنی نظامِ خلافت کی ضرورت کس غرض سے پیش آتی ہے؟ سو اس کے متعلق جاننا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کا ہر کام حکمت و دانائی کے ماتحت ہوتا ہے۔ چونکہ اس کے قانونِ طبعی کے ماتحت انسان کی عمر محدود ہے لیکن اصلاح کا کام لمبے زمانہ کی نگرانی اور تربیت چاہتا ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے نبوّت کے بعد خلافت کا نظام مقرر فرمایا ہے تاکہ نبی کی وفات کے بعد خلفاء کے ذریعہ اس کے کام کی تکمیل ہو سکے۔ گویا جو تخم نبی کے ذریعہ بویا جاتا ہے اسے خدا تعالیٰ خلفاء کے ذریعہ اس حد تک تکمیل کو پہنچانے کا انتظام فرماتا ہے کہ وہ ابتدائی خطرات سے محفوظ ہو کر ایک مضبوط پودے کی صورت اختیار کر لے۔ اِس سے ظاہر ہے کہ خلافت کا نظام دراصل نبوّت کے نظام کی فرع اور اس کا تتمہ ہے۔ اسی لئے ہمارے آقا ﷺ حدیث میں فرماتے ہیں کہ ہر نبوّت کے بعد خلافت کا نظام قائم ہوتا ہے۔

خلافت کا قیام

چونکہ خلافت کا نظام نبوّت کے نظام کی فرع اور اُس کا تتمہ ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے اس کے قیام کو نبوّت کی طرح اپنے ہاتھ میں رکھا ہے تاکہ خدا کے علم میں جو شخص بھی حاضر الوقت لوگوں میں اس بوجھ کو اٹھانے کے لئے سب سے زیادہ موزوں ہو وہی مسندِ خلافت پر متمکن ہو سکے۔ البتہ چونکہ نبی کی بعثت کے بعد مومنوں کی ایک جماعت وجود میں آچکی ہوتی ہے اور وہ نبوّت کے فیض سے تربیت یافتہ بھی ہوتی ہے اس لئے خلافت کے انتخاب میں مومنوں کو بھی حصہ دار بنا دیتا ہے کہ وہ اس کی اطاعت بجالانے اور اس کے ساتھ تعاون کرنے میں زیادہ شرح صدر محسوس کریں۔ اس طرح خلیفہ کا انتخاب ایک عجیب و غریب مخلوط قسم کا رنگ رکھتا ہے کہ بظاہر مومن انتخاب کرتے ہیں مگر حقیقۃً خدا کی تقدیر پوری ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ مومنوں کے دلوں پر تصرّف فرما کر ان کی رائے کو اہل شخص کی طرف مائل کر دیتا ہے۔ قرآن شریف میں ہر جگہ خلفاء کے تقرر کو خدا تعالیٰ نے اپنی طرف منسوب کیا ہے اور بار بار فرمایا ہے کہ خلیفہ میں بناتا ہوں۔ اور اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرنے کے لئے آنحضرت ﷺ حضرت ابوبکر کی خلافت کے متعلق حدیث میں فرماتے ہیں کہ میرے بعد خدا اور مومنوں کی جماعت ابوبکرؓ کے سوا کسی اور شخص کی خلافت پر راضی نہ ہوں گے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی رسالہ الوصیت میں یہی نکتہ بیان فرمایا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد خدا تعالیٰ نے خود حضرت ابوبکر کو کھڑا کر کے مسلمانوں کی گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیا اور حضرت ابوبکرؓ کی مثال پر خود اپنے متعلق بھی فرماتے ہیں کہ میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو خدا کی دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔ ان حوالوں سے یہ بات قطعی طور پر ثابت ہوتی ہے کہ گو بظاہر خلافت کے تقرر میں مومنوں کی رائے کا بھی دخل ہوتا ہے لیکن حقیقۃً تقدیر خدا کی چلتی ہے۔

خلافت کی علامات

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ خلافت کی علامات کیا ہیں جن سے ایک سچے خلیفہ کو شناخت کیا جا سکے؟ سو جاننا چاہیئے کہ جیسا کہ قرآن و حدیث سے ثابت ہوتا ہے ایک خلیفہ برحق کی دو بڑی بڑی علامتیں ہیں۔ ایک علامت وہ ہے جو سورۃ نور کی آیت استخلاف میں بیان کی گئی ہے یعنی لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَ لَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْناً يَعْبُدُوْنَنِي وَ لَايُشْرِكُوْنَ بِي شَيْئاً یعنی ''سچے خلفاء کے ذریعہ خدا تعالیٰ دین کی مضبوطی کا سامان پیدا کرتا ہے اور مومنوں کی خوف کی حالت کو امن سے بدل دیتا ہے۔ یہ خلفاء صرف میری ہی عبادت کرتے ہیں اور میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں ٹھہراتے''۔ پس جس طرح ہر درخت اپنے ظاہری پھل سے پہچانا جاتا ہے اُسی طرح ہر سچا خلیفہ اپنے روحانی پھل سے پہچانا جاتا ہے جو اُسکی ذات کے ساتھ ازل سے مقدر ہو چکا ہے۔ دوسری علامت حدیث میں بیان کی گئی جو یہ ہے کہ استثنائی حالات کو چھوڑ کر ہر خلیفہ کا انتخاب مومنوں کی اتفاق رائے یا کثرت رائے سے ہونا چاہیئے کیونکہ گو حقیقۃً تقدیر خدا کی چلتی ہے مگر خدا نے اپنی حکیمانہ تدبیر کے

کے ماتحت خلفاء کے تقرر میں بظاہر مومنوں کی رائے کا بھی دخل رکھا ہوا ہے جیسا کہ حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کے تعلق میں آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں یدفع اللہ و یابی المومنون یعنی نہ تو خدائی تقدیر ابوبکرؓ کے سوا کسی اور کو خلیفہ بننے دے گی اور نہ ہی مومنوں کی جماعت کسی اور کی خلافت پر راضی ہوگی۔ پس ہر خلیفہ برحق کہ یہ دہری علامت ہے کہ (۱) وہ مومنوں کے انتخاب سے قائم ہو اور (۲) خداتعالیٰ اپنے فعل سے اس کی نصرت اور تائید میں کھڑا ہو جائے اور اس کے ذریعہ دین کو تمکنت پہنچے۔ اس کے سوا بعض اور علامتیں بھی ہیں مگر اس جگہ اس کی تفصیل کی گنجائش نہیں۔

خلافت کی برکات

جیسا کہ اوپر بتایا گیا ہے خلافت کا نظام ایک بہت ہی مبارک نظام ہے جس کے ذریعہ آفتابِ نبوّت کے ظاہری غروب کے بعد اللہ تعالیٰ ماہتابِ نبوّت کے طلوع کا انتظام فرماتا ہے اور الٰہی جماعت کو اُس دھکے کے خطرات سے بچالیتا ہے جو نبی کی وفات کے بعد نوزائیدہ جماعت پر ایک بھاری مصیبت کے طور پر وارد ہوتا ہے۔ نبی کا کام جیسا کہ قرآن شریف کے مطالعہ سے پتہ لگتا ہے تبلیغ ہدایت کے ساتھ ساتھ مومنوں کی جماعت کی دینی تعلیم، ان کی روحانی اور اخلاقی تربیت اور ان کی تنظیم سے تعلق رکھتا ہے اور یہ سارے کام نبی کی وفات کے بعد خلیفہء وقت کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں جس کا وجود جماعت کو انتشار سے بچا کر انہیں ایک مضبوط لڑی میں پروئے رکھتا ہے۔ علاوہ ازیں نبی کا وجود جماعت کے لئے محبت اور اخلاص کے تعلقات کا روحانی مرکز ہوتا ہے جس کے ذریعہ وہ اتحاد اور یک جہتی اور باہمی تعاون کا زرّیں سبق سیکھتے ہیں اور خلیفہ کا وجود اس درسِ وفا کو جاری اور تازہ رکھنے کا ذریعہ بنتا ہے۔ اسی لئے آنحضرت ﷺ نے جماعت کے وجود کو جو ایک ہاتھ پر جمع ہونے کی وجہ سے خلیفہ کے وجود کے ساتھ لازم و ملزوم ہے ایک بہت بڑی نعمت قرار دیا ہے اور اسے انتہائی اہمیت دی ہے اور جماعت میں انتشار پیدا کرنے والوں پر لعنت بھیجی ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ یعنی جو شخص جماعت سے کٹتا ہے اور اس کے اندر تفرقہ پیدا کرتا ہے وہ اپنے لئے آگ کا راستہ کھولتا ہے۔ اور دوسری جگہ فرماتے ہیں عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَ سُنَّۃِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَھْدِیِّیْنَ یعنی اے مسلمانو! تم پر تمام دینی امور میں میری سنت پر عمل کرنا فرض ہے اور میرے بعد میرے خلفاء کے زمانہ میں اُن کی سنت پر عمل کرنا بھی واجب ہوگا کیونکہ وہ خدا کی طرف سے ہدایت یافتہ ہوں گے۔ پس خلافت کا نظام ایک نہایت ہی بابرکت نظام ہے جس کے ذریعہ جماعتی اتحاد اور مرکزیت کے علاوہ جس کی ہر نوزائیدہ جماعت کو بھاری ضرورت ہوتی ہے نبوّت کا نور جماعت کے سر پر جلوہ افروز رہتا ہے اور یہ ایک بہت بڑی نعمت اور بہت بڑی برکت ہے۔

خلافت کے اختیارات

اگلا سوال خلافت کے اختیارات سے تعلق رکھتا ہے۔ سو اس سوال کے جواب کو سمجھنے کے لئے بنیادی نکتہ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ خلافت ایک روحانی نظام ہے جس میں حکومت کا حق اوپر سے نیچے کو آتا ہے اور چونکہ خلافت کا نظام نبوّت کی فرع ہے اور دوسری طرف شریعت ہمیشہ کے لئے مکمل ہو چکی ہے اس لئے جس طرح شریعت کی حدود کے اندر اندر نبوّت کے اختیارات وسیع ہیں اسی طرح شریعت اور سنتِ نبوّت کی حدود کے اندر اندر خلافت کے اختیارات بھی وسیع ہیں یعنی ایک خلیفہ اسلامی شریعت کی حدود کے اندر اندر اور اپنے متبوع کی سنت کے تابع رہتے ہوئے الٰہی جماعت کے نظم و نسق میں وسیع اختیارات رکھتا ہے۔ موجودہ زمانہ کے جمہوریت زدہ نوجوان اس بات پر حیران ہوتے ہیں کہ ایک واحد شخص کے اختیارات کو اتنی وسعت کس طرح حاصل ہو سکتی ہے۔ لیکن انہیں سوچنا چاہیئے کہ اوّل تو خلافت کسی جمہوری اور دنیوی نظام کا حصہ نہیں بلکہ روحانی اور دینی نظام کا حصہ ہے جس کا حق خداتعالیٰ کے ازلی حق کا حصہ بن کر اوپر سے نیچے کو آتا ہے اور خداتعالیٰ کا سایہ خلفاء کے سر پر رہتا ہے۔ دوسرے جب ایک خلیفہ کے لئے شریعت کی آہنی حدود معیّن ہے اور نبی متبوع کی سنت کی چار دیواری بھی موجود ہے تو ان ٹھوس قیود کے ماتحت اس کے اختیارات کی وسعت پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے؟ نبی کے بعد خلیفہ کا وجود یقیناً ایک نعمت اور رحمت ہے اور رحمت کی وسعت بہرحال برکت کا موجب ہوتی ہے نہ کہ اعتراض کا۔ بایں ہمہ اسلام یہ ہدایت دیتا ہے کہ چونکہ خلیفہ کے انتخاب میں بظاہر لوگوں کی رائے کا بھی دخل ہوتا ہے اس لئے اسے تمام اہم امور میں مومنوں کے مشورہ سے کام کرنا چاہیئے۔ بے شک وہ اس بات کا پابند نہیں کہ لوگوں کے مشورہ کو ہر صورت قبول کرے لیکن وہ مشورہ حاصل کرنے کا پابند ضرور ہے تا کہ اس طرح ایک طرف تو جماعت میں ملّی اور دینی سیاست کی تربیت کا کام جاری رہے اور دوسری طرف عام کاموں میں مشورہ قبول کرنے سے جماعت میں زیادہ بشاشت کی کیفیت پیدا ہو لیکن خاص حالات میں وَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ کا مقام بھی قائم رہے۔ یہ ایک بہت لطیف فلسفہ ہے ولٰکن قلیلاً ما یتفکّرون۔

خلافت سے عزل کا سوال

جن لوگوں نے خلافت کے مقام کو نہیں سمجھا وہ بعض اوقات اپنی نادانی سے خلیفہ کے عزل کے سوال میں الجھنے لگتے ہیں۔ وہ دنیا کے جمہوری نظاموں کی طرح خلافت کو بھی ایک دنیوی نظام خیال کر کے حسبِ ضرورت خلیفہ کے عزل کا رستہ تلاش کرنا چاہتے ہیں۔ یہ ایک انتہا درجہ کی جہالت کا خیال ہے جو خلافت کے حقیقی مقام کو نہ سمجھنے کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ حق یہ ہے کہ جیسا کہ اوپر بتایا گیا ہے خلافت ایک روحانی نظام ہے جو خداتعالیٰ کے خاص تصرف کے ماتحت نبوت کے تتمہ اور تکملہ کے طور پر قائم کیا جاتا ہے اور گو اُس میں مصلحتِ الٰہی سے بظاہر لوگوں کی رائے کا بھی دخل ہوتا ہے مگر حقیقۃً وہ خداتعالیٰ کی خاص تقدیر کے ماتحت قائم ہوتا ہے اور پھر وہ ایک اعلیٰ درجہ کا الٰہی انعام بھی ہے۔ پس اس کے متعلق کسی صورت میں عزل کا سوال پیدا نہیں

ہوسکتا۔اسی لئے حضرت عثمانؓ کی خلافت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ ''خدا تجھے ایک قمیص پہنائے گا مگر منافق لوگ اسے اتارنا چاہیں گے لیکن تم اسے ہرگز نہ اتارنا''۔ اس مختصر ارشاد میں خلافت کے بابرکت قیام اور عزل کی ناپاک تحریک کا سارا فلسفہ آجاتا ہے۔ پھر نادان لوگ اتنا بھی نہیں سوچتے کہ اگر باوجود اس کے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے اس کے عزل کا سوال اٹھ سکتا ہے تو پھر نعوذ باللہ ایک نبی کے عزل کا سوال کیوں نہیں اٹھ سکتا؟ پس حق یہی ہے کہ خلفاء کے عزل کا سوال بالکل خارج از بحث ہے اور انبیاء کی طرح ان کے مزعومہ عزل کی ایک ہی صورت ہے کہ خدا انہیں موت کے ذریعہ دنیا سے اٹھا لے۔خوب یاد رکھو کہ خلافت کے عزل کا سوال خلافت کے قیام کی فرع ہے نہ کہ ایک مستقل سوال۔پس اگر یہ ایک حقیقت ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے جیسا کہ قرآنِ شریف میں اس نے بار بار اعلان فرمایا ہے اور جیسا کہ ہمارے آقا ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عثمانؓ کے معاملہ میں صراحت فرمائی ہے تو عزل کا سوال کسی سچے مومن کے دل میں ایک لمحہ کے لئے بھی پیدا نہیں ہوسکتا۔اسلام تو اس نظم وضبط کا مذہب ہے کہ اس نے دنیوی حکمرانوں کے متعلق بھی جو محض لوگوں کی رائے سے یا ورثہ کی صورت میں قائم ہوتے ہیں تعلیم دی ہے کہ اُن کے خلاف سر اٹھانے اور اُن کے عزل کی کوشش کرنے کے درپے نہ ہو الاّ ان تروا کفراً بواحاً (سوائے اس کے کہ تم ان کے رویہ میں خدائی قانون کی صریح بغاوت پاؤ) تو کیا وہ خدا کے بنائے ہوئے خلفاء اور نبی کے مقدس جانشینوں کے متعلق عزل کی اجازت دے سکتا ہے؟ هيهات هيهات بما تؤمرون.

خلافت کا زمانہ

بالآخر اس بحث میں خلافت کے زمانہ کا سوال پیدا ہوتا ہے۔سو ظاہر ہے کہ جب خلافت خدا کا ایک انعام ہے اور وہ نبوت کے کام کی تکمیل کے لئے آتی ہے تو لازماً اس کے قیام کی دو ہی شرطیں سمجھی جائیں گی۔اوّل یہ کہ خدائے حکیم وعلیم کے علم میں مومنوں کی جماعت میں اس کی اہلیت رکھنے والے لوگ موجود ہوں اور دوسرے یہ کہ نبوت کے کام کی تکمیل کے لئے اس کی ضرورت باقی ہو اور چونکہ یہ دونوں باتیں خدا تعالیٰ کے مخصوص علم سے تعلق رکھتی ہیں اس لئے کسی دور میں خلافت کے زمانہ کا علم بھی صرف خدا تعالیٰ کو ہی ہوسکتا ہے۔قرآنِ شریف میں خدا تعالیٰ نبوت کے متعلق فرماتا ہے اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ یعنی ''اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ اپنی رسالت کس کے سپرد کرے'' اور چونکہ خلافت کا نظام بھی نبوت کے نظام کی فرع ہے اس لئے اس کے لئے بھی یہی قانون نافذ سمجھا جائے گا جو اس لطیف آیت میں نبوت کے متعلق بیان کیا گیا ہے۔اب چونکہ حَیْثُ کا لفظ جو اِس آیت میں رکھا گیا ہے عربی زبان میں ظرف مکان اور ظرف زمان دونوں طرح استعمال ہوتا ہے اس لئے اس آیت کے مکمل معنی یہ بنیں گے کہ اللہ تعالیٰ ہی اس بات کو بہتر جانتا ہے کہ نبوت اور اس کی اتباع میں خلافت پر کس شخص کو فائز کرے اور پھر کس عرصہ تک کے لئے اس انعام کو جاری رکھے۔پس جب تک کسی الٰہی جماعت میں خلافت کی اہلیت رکھنے والے لوگ موجود رہیں گے اور پھر جب تک خدا کے علم میں کسی الٰہی جماعت کے لئے نبوت کے کام کی تکمیل اور اس کی تخم ریزی کے نشوونما کی ضرورت باقی رہے گی خلافت کا سلسلہ جاری رہے گا۔اور اگر کسی وقت ظاہری اور تنظیمی خلافت کا دور دبے گا تو اس کے مقابل پر اسلام کی خدمت کے لئے روحانی خلافت کا دور اُبھر آئے گا اور اس طرح اسلام کے باغ پر کبھی دائمی خزاں کا غلبہ نہیں ہوگا۔

وذالک تقدير العزيز الحكيم ولاحول ولا قوّة الّا بالله العظيم.

''خدا نہ بننا اور رسول نہ بننا''

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''میں جب بھوپال سے رخصت ہونے لگا تو اپنے استاد مولوی عبدالقیوم صاحب کی خدمت میں رخصتی ملاقات کے لئے حاضر ہوا۔سینکڑوں آدمی بطریق مشایعت میرے ہمراہ تھے جن میں اکثر علماء اور معزز طبقہ کے آدمی تھے۔میں نے مولوی صاحب سے عرض کیا کہ مجھ کو کوئی ایسی بات بتائیں جس سے میں ہمیشہ خوش رہوں۔ فرمایا ''خدا نہ بننا اور رسول نہ بننا''۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی اور یہ بڑے بڑے عالم موجود ہیں۔ غالباً یہ بھی نہ سمجھے ہوں گے۔سب نے کہا ہم بھی نہیں سمجھے۔مولوی صاحب نے فرمایا کہ تم خدا کس کو کہتے ہو؟ میری زبان سے نکلا کہ خدا تعالیٰ کی ایک صفت فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ۔وہ جو چاہتا ہے کر گزرتا ہے۔فرمایا کہ بس ہمارا مطلب اسی سے ہے۔یعنی تمہاری کوئی خواہش ہو اور وہ پوری نہ ہو تو تم اپنے نفس سے کہو کہ میاں تم کوئی خدا ہو؟ رسول کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم آتا ہے وہ یقین کرتا ہے کہ اسکی نافرمانی سے لوگ جہنم میں جائیں گے۔اس لئے اس کو بہت رنج ہوتا ہے۔تمہارا فتویٰ اگر کوئی نہ مانے تو وہ یقیناً جہنمی تھوڑا ہی ہوسکتا ہے۔لہٰذا تم کو اس کا بھی رنج نہ ہونا چاہیئے۔حضرت مولوی صاحب کے اس نکتہ نے اب تک مجھ کو بڑی راحت پہنچائی۔ وجزاھم اللہ تعالیٰ۔'' (مرقاۃ الیقین فی الحیاۃ نورالدین صفحہ 106.107)

ایک خوش نصیب نوجوان ۔ محترم میاں جمال احمد صاحب

(بشکریہ روزنامہ الفضل ربوہ)

محترم میاں جمال احمد صاحب لاہور کے احمدی نوجوان تھے جو 1953ء میں راہ مولیٰ میں قربان ہوئے ۔آپ وہ خوش نصیب غیر موصی ہیں جن کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ارشاد کے تحت بہشتی مقبرہ میں دفن کیا گیا۔

محترم جمال احمد صاحب ،مستری نذر محمد صاحب حلقہ بھاٹی گیٹ کے صاحبزادے تھے۔مستری صاحب کی رہائش گاہ اندرون بھاٹی گیٹ میں محلہ گیٹ رنگہ میں تھی اور مستری نذر محمد صاحب کا لکڑی کا آرا چوک یادگار کے قریب ٹیکسالی گیٹ کے سامنے تھا۔

فسادات کے دوران مستری صاحب نے اپنے گھر والوں کو رنگ محل میں منتقل کر دیا تھا اور خود اپنے صاحبزادے میاں جمال احمد صاحب کے ساتھ گھر کی رکھوالی کے لئے ٹھہرے ہوئے تھے ۔6 مارچ 1953ء کو صبح مستری صاحب حکیم سراج دین کے ساتھ ڈاکٹر عبدالقادر صاحب چینی کے گھر چلے گئے اور میاں جمال احمد صاحب بعمر 17 سال اپنی سائیکل پکڑ کر رنگ محل کی طرف چل پڑے ۔ اسی دوران مستری صاحب کو پتہ چلا کہ ان کے آرا کو آگ لگادی گئی ہے اور وہ اس سلسلہ میں مصروف ہوگئے ۔میاں جمال صاحب جب رنگ محل جارہے تھے تو سامنے سے ایک جلوس آ گیا جو جماعت کے خلاف تھا ۔اس میں میاں صاحب کے محلہ دار بھی تھے انہوں نے جمال احمد صاحب کو پکڑلیا کہ یہ بھی مرزائی ہے اس کو مارو۔

کچھ محلہ داروں نے کہا کہ تم کہہ دو کہ تم احمدی نہیں ہو،تم کو چھوڑ دیتے ہیں مگر آپ نے انکار کر دیا۔ پھر ایک شخص نے آپ سے کان میں کہا کہ تم صرف مجھے کہہ دو کہ تم مرزائی نہیں ہو میں تم کو بچالیتا ہوں ۔مگر آپ نے اتنا بھی گوارا نہیں کیا کہ جان بچانے کے لئے جھوٹ بولتے ۔

اس پر تمام مجمع آپ پر ٹوٹ پڑا اور پتھروں اور چاقوؤں سے وار کر کے آپ کو شہید کر دیا ۔اس واقعہ کا آپ کے گھر والوں کو علم نہ تھا، بعد میں آرمی والوں کو لاش ملی تو انہوں نے اعلان کیا کہ ایک نامعلوم لاش ملی ہے ۔اس لاش کو جب مستری نذر محمد صاحب نے دیکھا تو بوٹوں سے پہچان لیا کہ یہ تو میاں جمال احمد صاحب کی لاش ہے اور انہوں نے گھر والوں کو آ کر اطلاع دی ۔اس وقت آرمی والے ہی لاش لے گئے اور امانتاً دفن کر دیا۔

تقریباً چھ ماہ بعد جب بہشتی مقبرہ میں آپ کی تدفین کا فیصلہ ہوا تو آرمی والوں نے ان کی لاش کا تابوت ٹیکسالی گیٹ کے سامنے ان کے آرے والی جگہ پر ان کے گھر والوں کے حوالے کر دیا۔تابوت کا کچھ حصہ خراب ہو چکا تھا۔مستری نذر محمد صاحب نے ایک ساگوان کی لکڑی کا تابوت تیار کیا اور پرانے تابوت کو لاش سمیت اس میں ڈال دیا۔

میاں جمال احمد صاحب کے چھوٹے بھائی نصیر الدین صاحب اور ان کی ایک بہن کے بقول جب اس وقت تابوت کی لکڑی لگائی گئی تو ایک خاص قسم کی خوشبو آرہی تھی جو ان کے مطابق انہوں نے کبھی نہیں سونگھی ۔ان کا کہنا تھا کہ خوشبو میں خاص قسم کی مٹھاس تھی ۔اس کے بعد تابوت ربوہ پہنچایا گیا۔حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد کے مطابق حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس نے نماز جنازہ پڑھائی اور مولوی ظہور حسین صاحب بخارا نے کتبہ تیار کروایا۔

میاں جمال احمد صاحب اس وقت ٹی آئی کالج لاہور میں ایف ایس سی کے طالب علم تھے ۔وہ اسکاؤٹ تھے اور کھیلوں میں بھرپور حصہ لیتے تھے ۔ہاکی یا فٹبال کی ٹیم کے ممبر تھے ۔جماعت کے ساتھ گہرا تعلق تھا ۔اپنے گھر کے باہر ایک بورڈ بنایا ہوا تھا اور اس پر مینارۃ المسیح کی تصویر بنائی ہوئی تھی اس کے ساتھ انہوں نے ایک عبارت بھی لکھی ہوئی تھی کہ قادیان ہماری چیز ہے یہ ضرور ہمیں مل کر رہے گی ۔جمال صاحب نے اپنا تخلص محبوب رکھا ہوا تھا اور اس بورڈ پر بھی لکھا ہوا تھا۔

جب کبھی حضور لاہور تشریف لاتے تو جمال صاحب ڈیوٹی کے لئے موجود ہوتے اور خوش دلی سے ڈیوٹیاں دیا کرتے تھے ۔جمال صاحب نرم مزاج کے تھے اور لڑائی سے پرہیز کیا کرتے تھے اور اگر کوئی لڑ پڑتا تو اسے پنجابی میں کہتے ''تیرا بھلا ہو'' ۔میاں جمال احمد صاحب کے دو تین بھائی بچپن ہی میں فوت ہو گئے تھے اس لئے والدین کے لئے باقی اولاد بہت عزیز ہوتی ہے ۔وفات پر والدہ صاحبہ کا ضبط قابل ستائش تھا ۔وہ اگر چہ کانپ رہی تھیں مگر بے صبری کا کلمہ منہ سے نہ نکالا اور نہ ہی کوئی آنسو بہایا بلکہ انہوں نے باقی بچوں کو بھی سختی سے منع کر دیا کہ کوئی نہ روئے ۔

میاں جمال احمد صاحب کے والدین 1986ء میں فوت ہوئے ۔پہلے والدہ اور پھر چھ ماہ بعد ہی والد بھی فوت ہو گئے ۔دونوں بہشتی مقبرہ میں قطعہ نمبر 17 میں مدفون ہیں ۔میاں جمال صاحب کے بہن بھائیوں کی تفصیل درج ذیل ہے ۔

1-امتیاز احمد: یہ بھی بچپن میں فوت ہو گئے اس وقت جب امتیاز صاحب فوت ہوئے وہ نویں کلاس میں پڑھتے تھے ۔

2- منیر احمد: یہ بھی چھوٹی عمر میں میاں جمال احمد کی زندگی ہی میں فوت ہو گئے ۔

3- حسن احمد: یہ بھی دو تین سال کی عمر میں فوت ہو گئے ۔

4- نصیر الدین صاحب: یہ واحد بھائی ہیں جنہوں نے لمبی عمر پائی ۔نصیر الدین صاحب کے دو بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں ۔ایک بیٹی فوت ہوگئی ہے ۔

میاں جمال احمد صاحب کی بہنیں :۔

باقی صفحہ نمبر 11 پر

مجلس انصاراللہ (یوکے) کے زیراہتمام چیریٹی واک 2007ء

(رپورٹ: شیخ لطیف احمد)

امسال اللہ تعالیٰ کے خاص فضل وکرم کے نتیجہ میں مجلس انصاراللہ یوکے کے زیراہتمام چیریٹی واک کا ایک کامیاب پروگرام مورخہ 10 جون 2007ء بروز اتوار حدیقۃ المہدی میں منعقد ہوا۔ مرکزی کاوشوں اور اضلاع کی سطح پر ہمہ جہت جد وجہد کے نتیجہ میں امسال چیریٹی واک میں گزشتہ سالوں کے مقابلے میں نئے ریکارڈ زقائم ہوئے۔

امسال چیریٹی واک میں شامل ہونے والوں کی تعداد **1479** رہی جبکہ گزشتہ سال یہ تعداد **1073** تھی۔ اس مناسبت سے **406** افراد زیادہ شامل ہوئے۔ اسی طرح گزشتہ سال عطیہ جات کی مد میں **43000** پاؤنڈز جمع کئے گئے تھے جبکہ امسال دس جون یعنی چیریٹی واک والے دن تک **72500** پاؤنڈز کی رقم جمع ہو چکی تھی اور ابھی بہت سے وعدہ جات کی وصولی ہونا باقی ہے اس سے بھرپور امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ رقم مجلس انصاراللہ کے مقرر کردہ ٹارگٹ ایک لاکھ پونڈز سے بھی تجاوز کر جائیگی۔

امسال چیریٹی واک کو کامیاب بنانے کے لئے سال کے شروع میں ہی مکرم ولید احمد صاحب، نائب صدر انصاراللہ، کو کمیٹی کا چیئرمین مقرر کیا گیا اور ان کی ٹیم میں 64 ممبران نے کام کرنا شروع کر دیا۔ ان کے ساتھ سات نائبین اور 56 مختلف شعبہ جات کے انچارج اور بے شمار دیگر رضا کار شامل تھے۔ واک کے ہر شعبہ کے انتظامی امور طے کرنے، واک کے لئے مختص روٹ، اس راستے میں پیش آمدہ مشکلات کا جائزہ، واکرز کو دی جانے والی سہولتوں، دور کی مجالس سے ایک دن قبل ہی پہنچنے والے احباب جماعت کی رہائش، کھانے پینے کے انتظامات، الغرض واک کی شروعات سے لیکر اختتام تک ہر مسئلہ اور اس کے بہترین حل کے لئے بہترین سعی کی گئی۔۔ اس پروگرام کی جامع اطلاع کے لئے بیس ہزار سے زائد لیف لیٹس اور عطیہ جات جمع کرنے کے لئے پانچ ہزار سے زائد اسپونسرز فارم تقسیم کئے گئے۔ اس کے علاوہ زیادہ سے زیادہ انصار کی واک میں شرکت کو یقینی بنانے اور ٹارگٹ کے مطابق عطیہ جات جمع کرنے کی خاطر انفرادی سطح پر ہر ناصر سے رابطہ کیا گیا۔ حدیقۃ المہدی سے ملحقہ اور نواحی علاقوں میں جماعت احمدیہ کے تعارف اور چیریٹی واک کے اس پروگرام کی آگاہی کے لئے مختلف مقامی لائبریریوں، کمیونٹی سینٹرز اور اسٹورز میں جماعت احمدیہ اور واک سے متعلق تعارفی پوسٹرز لگائے گئے۔ بعض مالکان اسٹورز نے از خود رابطہ کر کے یہ پوسٹرز فراہم کرنے کی درخواست کی۔ ٹاؤن سینٹر میں ایک مقامی شخص جس نے مخصوص لباس زیب تن کر رکھا تھا اور جو لوگوں کی توجہ کا مرکز بنا ہوا تھا، وہ بھی کئی گھنٹے ہائی اسٹریٹ پر مارچ کرتے ہوئے رضا کارانہ طور پر چیریٹی واک کا مسلسل اعلان کرتا رہا۔

امسال واک کا روٹ نہایت ہی آسان اور محفوظ بنانے کی طرف خاص توجہ دی گئی تھی۔ جو احباب حدیقۃ المہدی کے اطراف کے علاقہ سے واقف ہیں انہیں علم ہے کہ بعض سڑکیں بہت ہی تنگ ہیں جہاں فٹ پاتھ بھی نہیں ہیں اور وہاں ٹریفک بھی تیزی سے گزرتی ہے جو واک میں شامل واکرز کے لئے پرخطر ہو سکتی ہے۔ لہذا کمیٹی کے اراکین نے بذات خود کئی میل کا راستہ پیدل طے کر کے باہمی مشورہ سے واک کے لئے منتخب روٹ کی سفارش کی۔ مقامی لوگوں، پولیس اور ہمسایوں نے کمال مہربانی سے تعاون کیا۔

آخر کار چیریٹی واک کا دن بھی آ گیا۔ انصار کے علاوہ لجنہ وناصرات کی ایک بڑی تعداد بھی اس واک میں شامل ہونے کے لئے موجود تھی۔ حدیقۃ المہدی کے ایک چھوٹے سے حصہ کو تہنیتی کلمات سے مزین خوبصورت رنگ برنگے غباروں اور جھنڈیوں سے سجایا گیا تھا۔ تلاوت قرآن کریم سے واک کی افتتاحی تقریب کا آغاز ہوا۔ چیئرمین کمیٹی محترم ولید احمد صاحب نے چیریٹی واک کے انعقاد کی غرض وغایت بیان کرتے ہوئے واک میں حصہ لینے کے اصول وضوابط سے آگاہ کیا۔ محترم صدر انصاراللہ یوکے چوہدری وسیم احمد صاحب نے واک کے مقاصد کو مزید نمایاں کرتے ہوئے آنے والے تمام شرکاء کو خوش آمدید کہا۔ امیر صاحب یوکے محترم رفیق احمد حیات صاحب نے تمام واکرز کو دوران واک مختلف سڑکوں سے گزرتے ہوئے احتیاط کرنے، مقامی لوگوں کا خیال کرنے، صفائی وستھرائی کو ملحوظ خاطر رکھنے کے متعلق ہدایات دیں۔ میئر آلٹن کونسلر محترمہ روبائن فٹز صاحبہ نے بھی اس موقع پر اپنے مثبت خیالات کا اظہار فرمایا۔

ساڑھے دس بجے واک کے شروع ہونے کا اعلان کیا گیا۔ حدیقۃ المہدی میں خاص طور پر بنائے گئے ابتدائی نقطہ آغاز سے واک کا آغاز ہوا۔ دوران واک تمام واکرز کو پانی کی بوتلیں فراہم کرنے، ایمرجنسی مدد دینے، اور مختلف مقامات سے واپس حدیقۃ المہدی پہنچانے کے خصوصی انتظامات کئے گئے تھے۔ بہت سے واکرز نے واک کے مقرر کردہ فاصلہ کو طے کیا۔ واپس آنے والے واکرز کے لئے وافر مقدار میں فروٹ کی صورت میں ریفرشمنٹ موجود تھی۔ واک کے اختتام پر محترم امیر صاحب یوکے کی اقتداء میں ظہر وعصر نمازیں ادا کی گئیں۔ جس کے بعد تقریباً **1500** سے زائد شرکاء پروگرام کی خدمت دوپہر کے کھانے سے کی گئی۔

کھانے کے بعد چیریٹی واک کی اختتامی تقریب کا آغاز ہوا۔ واک میں اوّل پوزیشن حاصل کرنے والوں کو تعریفی اسناد دی گئیں۔ صف اوّل میں مکرم منور احمد مغل صاحب، صف دوم میں مکرم قمر دین کریم صاحب، عمر رسیدہ افراد میں مکرم محمد احمد صاحب اور مکرم مرغوب احمد صاحب، مہمانوں میں مکرم مصور احمد صاحب شامل تھے۔ ان کے علاوہ عزیزم سرفراز اور نعیم احمد کو حوصلہ افزائی کے خصوصی انعامات دیئے گئے۔ سب سے زیادہ عطیہ جات جمع کرنے میں محترم امیر صاحب یوکے اوّل قرار پائے۔ وصولی عطیات کے اعتبار سے ایک ہزار پاؤنڈ سے زیادہ عطیہ جمع کرنے والوں میں مکرم شیخ طارق محمود صاحب سرفہرست رہے۔ ایک سو پاؤنڈ سے زائد عطیہ جمع کرنے والوں میں ساٹھ سے زیادہ اطفال بھی شامل تھے۔ حاضری کے اعتبار سے مجلس نیو مالڈن اوّل، مجلس مارڈن دوئم، اور مجلس مچم سوئم رہی۔ ریجن کی سطح پر لندن ریجن اوّل اور بیت الفتوح ریجن دوئم قرار دیئے گئے۔

مختلف چیریٹی اداروں میں کل 72000 پاؤنڈز کے عطیہ جات کی رقوم بھی اسی اختتامی تقریب میں ان کے نمائندگان میں بذریعہ چیک تقسیم کی گئیں۔ ان اداروں میں ایج کنسرن انگلینڈ، ہیمپشائر، آلٹن کمیونٹی سینٹر، آلٹن میئر چیریٹیز، کینسر ریسرچ یوکے، الزہیمر زسوسائٹی، ہیلپ دی ایج انگلینڈ اینڈ ویلز، ہوم سٹارٹ، کنگز لے سینٹر، این سی ایچ، فلزنکویل ہوسپائس، رائل کاؤنٹی سرے ہسپتال، سٹریتھ کیلون ٹاکنگ نیوز پیپر، ووڈلینڈ ٹرسٹ اور ہیومینیٹی فرسٹ شامل تھے۔

امسال اس چیریٹی واک کو مختلف میڈیا کے ذریعہ واک سے قبل، واک کے دوران اور واک کے بعد بھی خاصی کوریج دی گئی۔ آئی ٹی وی (ونیس) اور اے آر وائی چینلز کا عملہ صبح سے ہی موجود تھا۔ آئی ٹی وی ساؤدرن کاؤنٹیز نے اپنی شام کی خبروں میں تذکرہ کیا۔ سن رائز اور قسمت ریڈیو نے صبح آٹھ بجے سے دوپہر ایک بجے تک ہر ایک گھنٹے بعد اپنی نشریات میں واک کے متعلق خبریں نشر کیں۔ نیشنل اخبارات ٹائمز اور گارڈین کے علاوہ مقامی اخبارات کے رپورٹرز بھی واک کی کاروائی نوٹ کرنے کے لئے سارا دن موجود رہے۔ اس موقع پر ایم ٹی اے انٹرنیشنل اور ایم ٹی اے یوکے نے بھی اپنی ذمہ داری احسن رنگ میں ادا کی۔ شعبہ سمعی بصری کے کارکنان نے ریکارڈنگ کے علاوہ آڈیو سہولت بھی فراہم کی۔ مجلس انصاراللہ یوکے کے زیراہتمام منعقد ہونے والے کسی بھی پروگرام کی اس قدر میڈیا کوریج کا یہ پہلا موقع تھا۔ اللہ تعالیٰ ان تمام احباب جماعت کو جنہوں نے کسی بھی رنگ میں اس چیریٹی واک کے کسی بھی شعبہ میں کوئی ذمہ داری ادا کی، اپنے فضلوں اور برکتوں سے نوازے اور مقبول خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے، نیز مجلس انصاراللہ یوکے کو آئندہ بھی خدمت خلق کے جذبہ کے تحت کام کرنے کی توفیق عطا فرماتا رہے، آمین۔

قراردادِ تعزیت

بروفات حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب

حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر مقامی قادیان (انڈیا) کی المناک وفات کا علم ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت میاں صاحب نے ساٹھ سال کا لمبا عرصہ بطور درویش قادیان میں گزارا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذریت طیبہ میں سے حضرت میاں صاحب کو غیر معمولی صلاحیتوں اور قابلیتوں سے نوازا تھا آپ ایک غریب نواز انسان تھے ہر خورد وکلاں سے بلا امتیاز مذہب و ملت یکساں سلوک روا رکھتے، محبت اور پیار سے سب کے دلوں کو جیتا تمام ہندوستان اور خاص طور پر درویشان قادیان کے لئے تو ان کی حیثیت ایک تعویز کی سی تھی درویشی کے پُرآشوب اور بے سروسامانی کے دور میں جس طرح دیار حبیب کے مکینوں اور مقدس مقامات کی نگہداشت کا فریضہ ادا کیا وہ ایک ناقابل فراموش حقیقت ہے۔

اہل قادیان کی غربت اور نامساعد حالات سے دوچاری میں حضرت میاں صاحب کا وجود ایک مینار کی حیثیت رکھتا تھا ہر گھرانے کی ضروریات اور چھوٹے بڑوں کے مسائل سے آگاہی حضرت میاں صاحب کا خاص وصف تھا۔ دکھ درد میں ہر ایک کو سہارا دینا اور محبتوں کا بکھیرنا آپ میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ خلافت کی زیرنگرانی ہر ایک کے ایمان کی تقویت اور ترقی میں آپ کی کوششوں نے ایک خاص کردار ادا کیا۔ خلافت کی ہدایات کے تابع سلسلہ کی روایات کو زندہ وتابندہ رکھا ہر ایک کے دکھ درد کے ساجھی ہوئے اور ایک شفیق باپ کی طرح ہر چھوٹے بڑے کے کام آئے۔

میاں صاحب کے اوصاف حمیدہ کا کہاں تک ذکر ہو وہ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے۔ ان کے جانے سے دل محزون ہیں اور آنکھیں پُرنم۔ خاندان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا تابندہ تارا آج غروب ہوگیا۔

نیشنل مجلس عاملہ انصاراللہ یوکے غم کے اس موقعہ پر حضور اقدس سے دلی تعزیت کا اظہار کرتی ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ جماعت کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے اور جنت الفردوس میں ان کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔ یہ اجلاس حضرت میاں صاحب کی بیگم صاحبہ محترمہ اور بچوں سے نیز خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جملہ افراد اور درویشان قادیان سے بھی تعزیت کا اظہار کرتا ہے۔ تبٰرک اسمُ ربِّکَ ذِی الجلٰلِ والاکرام۔

ہم ہیں ممبران نیشنل مجلس عاملہ انصاراللہ یوکے

ریجنل اجتماعات

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے امسال مجلس انصاراللہ یو کے کو مختلف مقامات پر ریجنل اجتماعات منعقد کرنے کی توفیق حاصل ہوئی جن کی مختصر رپورٹ پیش ہے:

بیت الفتوح ریجن: کا سالانہ اجتماع مؤرخہ 22 اپریل 2007ء بیت الفتوح میں منعقد ہوا۔ مکرم چوہدری رفیق احمد جاوید نائب صدر مجلس انصاراللہ نے اپنی افتتاحی تقریر میں انصار کو انکی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے نظام وصیت میں شامل ہونے اور اپنی اولادوں کو نظام جماعت کے ساتھ وابستہ کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ بعدازاں علمی وورزشی مقابلہ جات منعقد ہوئے۔ علمی مقابلہ جات میں تلاوت، حفظِ قرآن، نظم اور تقریر کے مقابلہ جات ہوئے اسی طرح ورزشی مقابلہ جات میں بیڈمنٹن، رسہ کشی، گولا پھینکنا، اور کلائی پکڑنے کے مقابلہ جات منعقد ہوئے۔ اجتماع کا دوسرا سیشن ایک بجے بعد دوپہر مکرم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد فضل لندن کی صدارت میں شروع ہوا۔ مکرم ظہیر احمد خان جتوئی نائب صدر مجلس انصاراللہ نے بھی خطاب فرمایا۔ محترم امام صاحب نے انصار کو نماز باجماعت کے قیام اور تلاوتِ قرآن کریم کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ ہمیں ان ہر دو امور پر خود کاربند ہو کر اپنی اولادوں کو بھی ان کا عادی بنانا ہے اور اسی میں ہماری اور ہماری آئندہ نسلوں کی بقا ہے۔

اجتماع کا آخری اجلاس سہ پہر 4 بجے مکرم چوہدری وسیم احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں محترم صدر صاحب کے اختتامی خطاب کے علاوہ چوہدری محمد ابراہیم صاحب ، ڈاکٹر محمد امجد صاحب ، ولید احمد صاحب نائب صدر مجلس انصاراللہ اور مکرم مولانا عبدالغفار صاحب امام مسجد بیت الفتوح نے بھی حاضرین سے خطاب کیا۔ بعدازاں علمی و ورزشی مقابلہ جات میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے انصار میں انعامات تقسیم کئے گئے۔ اس اجتماع میں 261 انصار اور 109 دیگر مہمانوں نے شمولیت فرمائی۔

لنڈن ریجن: کا سالانہ اجتماع مؤرخہ 13 مئی 2007ء بروز اتوار بیت الفتوح میں منعقد ہوا۔ افتتاحی اجلاس کی صدارت مکرم ظہیر احمد خان جتوئی نائب صدر مجلس انصار اللہ نے کی۔ اپنی تقریر میں انہوں نے شعبہ ایثار کے تحت جاری خدمتِ خلق کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی تحریک کی۔ بعدازاں مکرم شیخ طارق محمود صاحب زعیم اعلیٰ لنڈن ریجن نے اصلاحِ نفس کے مختلف طریق بیان کر کے ان پر عمل کرنے کی تلقین کی۔ اس اجلاس کی آخری تقریر مکرم مولانا نصیر احمد قمر ایڈیشنل وکیل الاشاعت کی تھی، آپ نے ''تربیتِ اولاد اور انصاراللہ کی ذمہ داریاں'' کے موضوع پر خطاب فرمایا۔

اس اجتماع کے موقع پر علمی و ورزشی مقابلہ جات بھی منعقد ہوئے۔ ان مقابلہ جات میں 100 میٹر ریس، کلائی پکڑنا، میوزیکل چیئرز اور گولہ پھینکنے کے مقابلہ جات شامل تھے اسی طرح تلاوتِ قرآنِ کریم، نظم، تقریر اور فی البدیہہ تقریر کے مقابلہ جات منعقد ہوئے۔ اختتامی اجلاس کی صدارت مکرم چوہدری وسیم احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ نے کی۔ صدر صاحب کی تقریر کے علاوہ مکرم ڈاکٹر طارق انور باجوہ صاحب نے ''نظامِ وصیت کی برکات'' اور مکرم مولانا اخلاق احمد انجم صاحب نے ''دعوت الی اللہ اور انصاراللہ کی ذمہ داریاں'' کے موضوعات پر خطاب کیا۔ مکرم ولید احمد صاحب نائب صدر انصاراللہ صفِ دوم نے چیئرٹی واک کے سلسہ میں تحریک کی۔ مکرم صدر صاحب نے علمی و ورزشی مقابلہ جات میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے انصار میں انعامات تقسیم کئے۔ اجتماع میں کل حاضری 193 ریکارڈ کی گئی۔

ساؤتھ ویسٹ ریجن: کا سالانہ اجتماع مؤرخہ 14 اپریل 2007ء سینٹ تھامس ہال کارڈف میں منعقد ہوا۔ افتتاحی اجلاس کی صدارت محترم مظفر احمد اختر صاحب ریجنل امیر ساؤتھ ویسٹ نے کی۔ انہوں نے افتتاحی خطاب میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی ایک تحریر کے حوالے سے اولاد کی تربیت کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کیا۔ بعدازاں علمی و ورزشی مقابلہ جات منعقد ہوئے۔

اختتامی اجلاس کی صدارت محترم چوہدری وسیم احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ نے کی جو خصوصی طور پر بعض نیشنل مجلس عاملہ کے عہدیداران کے ساتھ تشریف لائے تھے۔ اجتماع کی رپورٹ مکرم خورشید احمد جاوید ریجنل ناظم ساؤتھ ویسٹ نے پیش کی۔ ریجن کی کل تجنید 34 انصار پر مشتمل ہے جس میں سے 23 انصار نے اجتماع میں شرکت کی۔ محترم صدر صاحب نے اپنے خطاب میں خدمتِ دین، دعوت الی اللہ، نظامِ وصیت میں شمولیت، قیام نماز، تلاوتِ قرآن کریم، ترجمہ قرآن کے اہم امور کی طرف انصار کی توجہ مبذول کروائی۔ علاوہ ازیں صدر صاحب نے 10 جون کو ہونے والی چیئرٹی واک میں شامل ہونے اور اس سلسلے میں فنڈ اکٹھا کرنے کی طرف توجہ دلائی۔

اجتماع کے بعد صدر صاحب مجلس انصاراللہ کی خاص ہدایت کے ماتحت عہدیداران کے لئے ریفریشر کورس کا انعقاد ہوا جس میں صدر صاحب اور مرکزی قائدین نے تمام شعبہ جات کا لائحہ عمل اور پروگرام بیان کیا نیز اس سلسلے میں ضروری ہدایات اور اعداد و شمار کے ساتھ جائزے پیش کر کے مقامی عہدیداران کی رہنمائی کی گئی۔ اس موقع پر عہدیداران کے علاوہ انصار نے بھی شامل ہو کر استفادہ کیا۔

سیرۃ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ...... مقدمات کے حوالہ سے

دوسری قسط

(محمود احمد ملک)

مقدمہ انہدام دیوار

حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں صرف ایک مقدمہ ایسا ہے جو آپؑ کی طرف سے مخالفین پر کیا گیا۔ یہ مخالفین حضورؑ کے چچازاد بھائی مرزا امام الدین اور مرزا نظام الدین تھے جو قادیان کی جائیداد میں آپؑ کے برابر کے شریک ہونے کے باوجود سخت دشمنی کا عملاً اظہار کیا کرتے تھے۔ ڈھاب سے مٹی لینے اور کنوئیں سے پانی لینے کی اجازت بھی نہ دیتے تھے۔ ایک باران کی غیر حاضری میں بعض دوستوں نے ڈھاب سے مٹی لی تو یہ واپس آکر بہت بگڑے اور مسجد مبارک کے سامنے ایک دیوار کھنچوادی جس سے نمازیوں کا راستہ بند ہوگیا بلکہ حضورؑ کا باہر جانے کا راستہ بھی بند ہوگیا۔ حضورؑ نے چند آدمی مرزا امام الدین کے پاس بھیجے لیکن وہ اس بات پر آگ بگولہ ہوگئے کہ حضورؑ خود کیوں اُن کے پاس نہیں آئے۔

پھر حضورؑ نے ایک وفد ڈپٹی کمشنر کے پاس بھیجا لیکن ڈپٹی کمشنر نے نہایت ترشروئی سے ڈانٹا اور کہا کہ مَیں خوب سمجھتا ہوں کہ یہ جماعت کیوں بن رہی ہے اور مَیں بہت جلد تمہاری خبر لینے والا ہوں وغیرہ۔ یہ واقعہ سُن کر حضورؑ نے سخت تکلیف محسوس کی اور چند میں جب ہر طرف سے مخالفت کا زور بڑھنے لگا تو حضورؑ نے ہجرت کر کے کسی دوسری جگہ جانے کے بارہ میں بھی سوچنا شروع کردیا لیکن مجبوراً دیوانی عدالت میں دعویٰ بھی کردیا۔ چونکہ اس زمین کے سلسلہ میں قبل ازیں ایک مقدمہ کا فیصلہ مرزا امام الدین صاحب کے حق میں ہو چکا تھا اس لئے وکلاء کا خیال تھا کہ اس مقدمہ میں کامیابی کی امید نظر نہیں آتی۔ خواجہ کمال الدین صاحب نے مشورہ دیا کہ کچھ روپیہ دے کر مصالحت کرلی جائے۔ حضورؑ اس پر رضامند بھی ہوگئے لیکن مرزا امام دین نے صاف انکار کردیا بلکہ مخالفت میں بڑھ کر یہ کہنا شروع کردیا کہ مقدمہ کا فیصلہ ہونے کے بعد وہ حضورؑ کے گھروں کے دروازوں کے آگے بھی لمبی دیوار کھینچ دے گا اور یوں آپؑ کا محاصرہ کرلیگا۔ ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کو تسلّی دیتے ہوئے کامیابی کی خوشخبری دی۔

16 / جولائی 1901ء کو آپ کا عدالت میں بیان ریکارڈ ہوا۔ 12 / اگست کو فیصلہ سناتے ہوئے ڈسٹرکٹ جج نے مرزا امام الدین کو دیوار فوراً گرانے کا حکم دیا اور آئندہ سفید میدان میں ہر قسم کی تعمیر سے بھی روک دیا۔ عدالت نے اخراجات کے علاوہ ایک سو روپیہ بطور جرمانہ بھی حضورؑ کو ادا کرنے کا حکم مرزا امام الدین کو دیا۔ چنانچہ ایک سال آٹھ ماہ کے بعد یہ دیوار اُسی بھنگی نے گرائی جس نے بنائی تھی۔ اس مقدمہ میں حضورؑ کے مہینوں کے صبر و ثبات اور اپنے مریدوں کو بھی اسی کی تلقین آپؑ کی عالی حوصلگی کی دلیل ہے۔ نیز حرجانہ اور خرچہ مقدمہ کی ادائیگی سے متعلق خواجہ صاحب نے حضورؑ کی اجازت کے بغیر خرچہ کی ڈگری لے کر اس کا اجراء کروادیا۔ جب سرکاری آدمی مطلوبہ ۱۴۴/ روپیہ کی وصولی کے لئے قادیان آیا تو مرزا امام دین صاحب کے پاس ادائیگی یا قرقی کے علاوہ کوئی صورت نہ تھی۔ حضورؑ گورداسپور میں قیام فرما تھے۔ چنانچہ وہ وہاں جاکر معافی کے خواستگار ہوئے تو حضورؑ نے فرمایا کہ میری لاعلمی میں یہ تکلیف پہنچی ہے۔ حضورؑ نے معذرت کی اور اپنی تکلیف نظرانداز کرتے ہوئے بڑی فراخدلی سے اُسے معاف فرمادیا اور اس طرح دشمن پر احسان کرنے کی عملاً تعلیم دی۔

مقدمہ مولوی کرم دین

پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی نے جب حیات مسیح کے حق میں کتاب ''شمس الہدایہ'' لکھی تو وہی دلائل دیئے جن کا جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتب میں بارہا دے چکے تھے۔ چنانچہ حضورؑ نے بھی پیر صاحب کو قرآن کریم کی تعلیم کی روشنی میں ایک آسان فیصلہ کی طرف بلاتے ہوئے فرمایا کہ دعا کر کے تفسیر قرآن میں ایک دوسرے کا مقابلہ کرلیا جائے۔ اس چیلنج کے جواب میں پیر صاحب نے نہایت چالاکی سے لکھا کہ پہلے قرآن و حدیث کی رو سے آپؑ کے عقائد کی نسبت بحث ہونی چاہئے اور اگر مولوی محمد حسین بٹالوی اور دو دیگر مولویوں نے یہ رائے ظاہر کی کہ آپؑ اس بحث میں حق پر نہیں تو آپ کو میری بیعت کرنی پڑے گی۔ اس کے بعد تفسیر لکھنے کا مقابلہ بھی کرلینا۔ گویا ایک ایسی بات کہی جو ناممکن تھی۔

لیکن پیر صاحب نے مشہور یہ کروایا کہ انہوں نے حضورؑ کی تمام شرائط منظور کرلی ہیں اور تقریری بحث کے لئے لاہور آرہے ہیں۔ حالانکہ حضورؑ چار سال قبل ''انجام آتھم'' میں تقریری بحثوں کو فضول سمجھ کر عہد فرما چکے تھے کہ آئندہ تقریری بحث نہیں کریں گے۔ چنانچہ پیر صاحب کو سستی شہرت حاصل کرنے کے لئے ایک اَور بہانہ ہاتھ آگیا اور وہ 24 / اگست 1900ء کو اپنے مریدوں کی ایک فوج کے ساتھ لاہور پہنچے۔ بعض احمدیوں نے اور حضور علیہ السلام نے خود بھی کئی اشتہارات کے ذریعہ پیر صاحب سے کہا کہ وہ زبانی دعووں کی بجائے یہ اشتہار دیں کہ انہوں نے حضورؑ کے اشتہار میں مندرج تفسیر نویسی کا چیلنج تمام شرائط کے ساتھ قبول کرلیا ہے۔ لیکن تمام اشتہارات اور خطوط کے جواب میں پیر صاحب نے خاموشی اختیار کئے رکھی اور اُن کے مرید ناواقفوں کو مغالطہ دینے کی کوششوں میں مصروف رہے۔

اس کے بعد حضورؑ نے ایک اَور تجویز اُن کے سامنے رکھتے ہوئے فرمایا کہ اگر پیر صاحب کو اپنی قرآن فہمی اور عربی ادب پر عبور کا دعویٰ ہے تو میرے مقابلہ میں سورۃ الفاتحہ کی تفسیر لکھیں اور آئندہ ستر دن میں اس کو شائع کروادیں۔ اور اگر تین اہل علم ادیب قسم کھا کر کہہ دیں کہ پیر صاحب کی تفسیر بہتر ہے تو اُن کو پانچ سو روپیہ نقد ادا کروں گا۔ اور وہ اپنی مدد کے لئے مولوی محمد حسین بٹالوی، مولوی عبدالجبار غزنوی اور محمد حسن بھیں وغیرہ کو بھی بلا سکتے ہیں۔

اپنے اشتہار کے مطابق حضورؑ نے معینہ مدّت کے اندر 20 / فروری 1901ء کو کتاب ''اعجاز المسیح'' شائع فرمادی جس میں سورۃ الفاتحہ کی ایسی پُر معارف تفسیر بیان کی کہ بڑے بڑے علماء وجد میں آگئے۔ اس کے ٹائٹل پر حضورؑ نے تحریر فرمایا کہ اس کتاب کا جواب لکھنے پر کوئی شخص قادر نہ ہوسکے گا اور ایسی کوشش کرنے والا سخت نادم اور ذلیل ہوگا۔ کتاب کے اندر بھی حضورؑ نے لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے میری یہ دعا قبول کرلی ہے کہ کسی ادیب کو اس کتاب کی مثل لانے کی توفیق ہی نہ ملے۔

اگرچہ پیر صاحب نے ''اعجاز المسیح'' کے چند فقرات پر یہ اعتراض کیا کہ یہ ''مقامات حریری'' سے چرالئے گئے ہیں لیکن خود کوئی کتاب ہی شائع نہ کر سکے۔ اُن کے ایک مرید مولوی محمد حسن سکنہ بھیں نے ''اعجاز المسیح'' کا جواب اردو میں لکھنا شروع کیا لیکن چند صفحات ہی لکھے تھے کہ موت کے منہ میں چلے گئے۔ پیر صاحب نے وہ چند صفحات منگوا لئے اور اُنہیں ہی ''سیف چشتیائی'' کے نام سے اپنی کتاب کے طور پر شائع کر دیا۔ حضورؑ نے پیر صاحب کے الزامات کے جواب میں کتاب ''نزول المسیح'' تصنیف فرمائی جس میں اس راز سے بھی پردہ اٹھایا کہ ''سیف چشتیائی'' تو ساری کی ساری مسروقہ ہے جس کا مؤلف مر چکا ہے۔

کچھ ہی عرصہ بعد ایک شخص مولوی کرم دین بھیں نے (جو اُس زمانہ میں حضورؑ سے عقیدت رکھتا تھا) مولوی محمد حسن بھیں کے لڑکے سے وہ دونوں کتب خرید لیں جن پر مولوی محمد حسن نے نوٹس لکھے تھے اور یہی نوٹس لفظ بہ لفظ کتاب ''سیف چشتیائی'' میں پیر صاحب نے اپنی تصنیف بنا کر شائع کر دیئے تھے۔ تاہم مولوی کرم دین اپنی دلی کمزوری کی وجہ سے اپنے نام کو اخفاء میں رکھنا چاہتا تھا۔ لیکن جب حضورؑ کے پاس تمام ثبوت پہنچ گئے تو آپؑ نے سارے حالات مع ثبوت شائع فرما دیئے جن میں مولوی کرم دین کے وہ خطوط بھی تھے جن میں اُس نے پیر صاحب گولڑہ پر سرقہ کے شدید الزامات لگائے تھے۔ لیکن جب پیر صاحب نے یہ راز ظاہر کرنے پر مولوی کرم دین کی مخالفت شروع کی تو اُس نے اخبار ''سراج الاخبار'' میں مضامین لکھتے ہوئے اپنے ہی خطوط کو جعلی قرار دیدیا اور حضورؑ اور آپؑ کے دو اصحابؓ پر اسی بناء پر جہلم میں لالہ سنسار چند مجسٹریٹ کی عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ایک سال قبل ہی حضورؑ کو متعدد بار یہ رؤیا دکھائی تھی کہ لئیم شخص آپؑ کی عزت کو نقصان پہنچانا چاہے گا لیکن ناکام رہے گا۔ یہ پیشگوئی آپؑ نے اپنی کتاب ''مواہب الرحمٰن'' میں سفر جہلم سے قبل ہی شائع فرما دی۔

حضورؑ نے 1902ء میں ''تحفہ گولڑویہ'' بھی شائع فرمائی تھی جس میں پیر صاحب کو ایک اور انعامی علمی چیلنج دیدیا۔

جہلم میں مولوی کرم دین کے مقدمہ کی تاریخ 17 رجنوری 1903ء مقرر ہوئی۔ اس سفر سے متعلق حضورؑ کو عربی میں الہام ہوا جس کا مطلب تھا کہ ''میں تجھے ہر ایک پہلو سے برکتیں دکھلاؤں گا''۔ چنانچہ یہ سفر برکتوں کے نزول کے لحاظ سے خاص طور پر ایک نشان بن گیا۔ سفر میں اور جہلم پہنچنے پر ہزاروں احباب نے حضورؑ کی زیارت کی۔ جہلم میں گیارہ سو مردوں اور دو سو خواتین نے بیعت کی سعادت حاصل کی۔ جب حضورؑ کمرہ عدالت میں داخل ہوئے تو لالہ سنسار چند مجسٹریٹ تعظیماً کھڑے ہو گئے۔ حضورؑ کے خلاف استغاثہ یہ تھا کہ آپؑ نے اپنی کتاب ''نزول المسیح'' میں محمد حسن فیضی کی نسبت ہتک آمیز الفاظ استعمال کئے ہیں جو مر چکا ہے اور اُس کے وارث کے طور پر مولوی کرم دین کو حضورؑ سے ہرجانہ وصول کرنے کا حق ملنا چاہئے۔ تاہم یہ دلیل دینے پر، کہ متوفی کے باپ، بیوہ اور لڑکوں کی موجودگی میں مولوی کرم دین اُس کا وارث قرار نہیں پا سکتا، عدالت نے مقدمہ خارج کر دیا۔ لیکن مولوی کرم دین نے عدالتی فیصلہ کے خلاف سیشن جج جہلم کی عدالت میں نگرانی کی درخواست کی جس کی سماعت کے لئے 15 رمئی 1903ء کی تاریخ مقرر ہوئی۔ فریقین کی بحث سننے کے بعد سیشن جج نے بھی 29 رمئی کو نگرانی خارج کر دی۔

14 رنومبر 1903ء کو حضرت مولوی حکیم مولوی فضل الدین صاحبؓ کی طرف سے مولوی کرم دین کے خلاف دو مقدمات لالہ گنگا رام مجسٹریٹ گورداسپور کی عدالت میں دائر کئے گئے۔ پہلا یہ تھا کہ اگر مولوی کرم دین نے اپنے خطوط سے ہی انکار کیا ہے تو اُس نے ہمیں دھوکا دیا ہے۔ اور دوسرا یہ کہ میرے مطبع سے مولوی کرم دین نے غیر مطبوعہ کتاب ''نزول المسیح'' کے اوراق حاصل کر لئے تھے جو سرقہ ہے۔ ایک مقدمہ حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ نے بھی دائر کیا جو ازالہ حیثیت عرفی کا تھا۔ دوسری طرف مولوی کرم دین نے حضور علیہ السلام کے خلاف ایک اَور مقدمہ جہلم میں دائر کیا جس میں ''مواہب الرحمٰن'' کی مذکورہ پیشگوئی پر ازالہ حیثیت عرفی کا دعویٰ کیا گیا تھا۔ یہ سارے مقدمات پہلو بہ پہلو چلتے رہے۔ تاہم حضورؑ کی خواہش کے مطابق حضرت شیخ صاحبؓ کی درخواست پر یہ مقدمات گورداسپور منتقل کر دیئے گئے جبکہ مولوی کرم دین کی ان مقدمات کو جہلم منتقل کرنے کی درخواست نامنظور ہو گئی۔ لیکن گورداسپور میں لالہ گنگا رام کی جگہ ایک متعصب آریہ لالہ چندو لعل بطور مجسٹریٹ آ گئے۔

حضرت شیخ صاحبؓ کی طرف سے دائر کئے گئے پہلے مقدمہ میں مولوی کرم دین کے خطوط کی سچائی جانچنا تھی۔ عدالت نے کئی بار پیر صاحب گولڑہ کو بھی گواہی کے لئے بلایا لیکن انہوں نے ہر بار ڈاکٹری سرٹیفیکیٹ بھجوا دیا۔ مولوی کرم دین نے اخبار میں شائع ہونے والے اپنے مضامین کا بھی انکار کر دیا۔ آریہ مجسٹریٹ نے مقدمہ اتنا لٹکایا کہ آٹھ ماہ گزر گئے جس پر احمدی وکیل نے مقدمہ کسی دوسری عدالت میں منتقل کرنے کی درخواست دیدی۔ لیکن لالہ چندو لعل نے اس مقدمہ کا فیصلہ سنا دیا کہ خطوط اور مضامین دونوں مولوی کرم دین کے ہیں اور وہ جھوٹا ہے لیکن مدعی کو اُس نے چونکہ دغا نہیں دیا اس لئے مقدمہ خارج ہے۔

لالہ چندو لعل مجسٹریٹ نے دوسرا مقدمہ بھی کچھ روز بعد خارج کر دیا جس میں مولوی کرم دین پر کتاب ''نزول المسیح'' کی اشاعت سے قبل اس کے صفحات کے سرقہ کا الزام تھا۔ پس یہ واضح تھا کہ مجسٹریٹ نہایت متعصب اور بدنیت ہے۔

دیگر دو مقدمات جو ازالہ حیثیت عرفی کے تھے، محض حضورؑ کو تنگ کرنے کے لئے لالہ چندو لعل نے، بہت لمبے چلائے۔ اس مقدمہ میں کئی مسلمان مجسٹریٹوں نے بھی مولوی کرم دین کا ساتھ دیا۔ پیسہ اخبار لاہور متواتر مولوی کرم دین کے حق میں اور حضورؑ کے خلاف مضامین شائع کرتا رہا۔ خواجہ کمال الدین صاحب روزانہ پیشی سے فارغ ہو کر آتے تو حضورؑ کی خدمت میں مجسٹریٹ کے تعصب کا ذکر کرتے۔ حضورؑ فرماتے کہ ''کوئی خانہ خدا کے لئے بھی خالی چھوڑ دو۔ اگر سب اسباب ہمارے موافق ہوں تو لوگ کہہ سکتے ہیں کہ اسباب موافق تھے اور ان کے مرید بڑے قانون دان تھے اس لئے مقدمہ فتح ہو گیا۔ لطف تو جب ہی ہے کہ اسباب سب مخالف ہوں اور خدا اپنی جناب سے فضل کرے تو وہ امر ازدیادِ ایمان کا باعث ہوتا ہے''۔ 29 رجون 1903ء کو حضور علیہ السلام نے انجام مقدمات کی نسبت پیشگوئی بھی شائع فرما دی جس میں لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس مقدمہ میں پرہیزگاروں اور جھوٹ نہ بولنے والوں کو فتح کی بشارت دی ہے۔

لالہ چندو لعل نے کو ہندوؤں نے اپنے ایک جلسہ میں کہا کہ مرزا صاحب اُس کے ہاتھ میں شکار ہیں اور اب انہیں چھوڑنا نہیں۔ چندو لعل نے کہا کہ وہ اگلی پیشی پر

ہی کارروائی عمل میں لے آئے گا۔ اُس نے کہا کہ ''میرا تو پہلے سے خیال ہے کہ ہو سکے تو نہ صرف مرزا کو بلکہ اس مقدمہ میں جتنے بھی اس کے ساتھی اور گواہ ہیں، سب کو جہنم میں پہنچادوں......''۔ جج کی نیت کی بابت جلسہ میں موجود ایک مسلمان نے حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحبؓ کو بتادیا جنہوں نے حضورؑ کو اطلاع کردی۔

دوسری طرف انتقال مقدمہ کی درخواست بھی نامنظور ہوگئی۔ حضور علیہ السلام مقررہ تاریخ پر گورداسپور تشریف لے آئے۔ وہاں حضورؑ لیٹے ہوئے تھے جب حضرت مولوی سرور شاہ صاحبؓ نے دوبارہ مجسٹریٹ کا واقعہ سناتے ہوئے بتایا کہ ہندوؤں نے مجسٹریٹ سے کہا کہ مرزا صاحب آپ کے ہاتھ میں شکار ہیں......۔

حضرت مولوی صاحبؓ بیان فرماتے ہیں کہ ''شکار'' کے لفظ پر حضورؑ اُٹھ کر بیٹھ گئے، آپؑ کی آنکھیں چمک اٹھیں اور چہرہ سرخ ہوگیا۔ آپؑ نے فرمایا: ''مَیں اس کا شکار ہوں؟ مَیں شکار نہیں ہوں۔ مَیں شیر ہوں اور شیر بھی خدا کا۔ وہ بھلا خدا کے شیر پر ہاتھ ڈال سکتا ہے! ایسا کر کے تو دیکھے''۔

حضور نے ''خدا کے شیر'' کے الفاظ کئی بار دہرائے۔ پھر فرمایا: ''مَیں کیا کروں، مَیں نے تو خدا کے سامنے پیش کیا ہے کہ مَیں تیرے دین کی خاطر اپنے ہاتھ اور پاؤں میں لوہا پہننے کے لئے تیار ہوں مگر وہ کہتا ہے کہ نہیں۔ مَیں تجھے ہر ذلّت سے بچاؤں گا اور عزت کے ساتھ بری کروں گا''۔

حسن اتفاق سے کچھ ہی دیر بعد تقریر کرتے ہوئے حضورؑ کو قے ہوئی جس میں خون نکلا۔ تب ایک انگریز ڈاکٹر کو بلوایا گیا اور اُس نے آرام کا مشورہ دیا اور سرٹیفیکیٹ لکھ دیا کہ آپؑ ایک ماہ کے لئے عدالت میں حاضری کے قابل نہیں ہیں۔ اگلے روز جب چندولعل کے سامنے وہ سرٹیفیکیٹ پیش ہوا تو وہ بہت برافروختہ ہوا مگر کچھ کر نہیں سکتا تھا۔ اُس کے چندروز بعد پیشی ہوئی تو متعصب چندولعل نے حضورؑ اور حضرت حکیم مولوی فضل الدین صاحبؓ پر فرد جرم عائد کردی۔ اگلی تاریخ پیشی 14/مارچ مقرر کی۔ اُس سے ایک روز قبل ڈاکٹر نے دوبارہ حضورؑ کی صحت کا معائنہ فرمایا اور مزید ایک ماہ کا سرٹیفیکیٹ مزید لکھ دیا۔ جب یہ سرٹیفیکیٹ چندولعل نے دیکھا تو بہت برہم ہوا اور اگلے روز سول سرجن کو عدالت میں طلب کر کے حلفی بیان دینے کا حکم دیا۔ حالانکہ پیر صاحب گولڑہ کی طرف سے ہر بار ڈاکٹری سرٹیفیکیٹ پیش ہوتا رہا مگر مجسٹریٹ نے ڈاکٹر کو ایک بار بھی طلب نہیں کیا۔

اگلی پیشی 11/اپریل کی تھی۔ لیکن اُس سے قبل ہی اللہ تعالیٰ کی غیرت نے چندولعل کا تنزّل کر کے اُسے ملتان تبدیل کروادیا۔ لیکن نیا مجسٹریٹ لالہ آتمارام بھی ایک متعصب آریہ نکلا۔ اُس نے چندولعل سے بھی زیادہ سخت رویہ اپنایا اور عدالت میں حضورؑ کو کرسی دینے سے بھی انکار کر دیا بلکہ بعض دفعہ سخت پیاس کے باوجود پانی پینے کی بھی اجازت نہ دی۔ تاریخیں بھی جلد جلد مقرر کرنی شروع کر دیں چنانچہ حضورؑ کو ایک مکان کرایہ پر لے کر معہ اہل وعیال گورداسپور میں رہنا پڑا۔ مجسٹریٹ نے اہم ترین گواہ صفائی پیر صاحب گولڑہ کو بھی عدالت میں نہیں بلایا۔ اور کارروائی مکمل کر کے یکم اکتوبر 1904ء کی تاریخ فیصلہ کے لئے مقرر کردی۔ اس سے قبل حضورؑ کو الہام ہو چکا تھا کہ وہ اولاد کے غم میں مبتلا کیا گیا۔

اسی دوران لالہ آتمارام کا جوان بیٹا بیمار پڑ گیا۔ اُس کی بیوی کو خواب میں بتایا گیا کہ اگر اس راستباز شخص (حضورؑ) کو تمہارے شوہر نے سزا دی تو تم پر وبال آئے گا۔ اُس نے یہ خواب آتمارام کو سنادی لیکن آتمارام کا دل اتنا سخت تھا کہ پھر بھی فیصلہ دیا تو پہلے وہ بیمار بیٹا مر گیا اور پھر بیس پچیس روز بعد دوسرا بیٹا بھی مر گیا اور حضورؑ کے ایک الہام کے مطابق ہی وہ اولاد کے غم میں مبتلا کیا گیا۔

مجسٹریٹ نے فیصلہ سنانے کی تاریخ 8/اکتوبر بروز ہفتہ مقرر کردی اور اُس روز اس نے عدالت کا وقت ختم ہونے سے چند منٹ پہلے فیصلہ سنانا شروع کیا تا کہ فیصلہ سناتے سناتے عدالت کا وقت ختم ہو جائے اور جرمانہ کی ادائیگی کا فوری انتظام نہ ہو سکے، اس طرح اُسے موقع مل جائے گا کہ سوموار کو عدالت کے کھلنے اور جرمانہ کی ادائیگی تک حضورؑ کو قید میں رکھ سکے۔ چنانچہ اُس نے حضورؑ کو اور حضرت حکیم صاحبؓ کو اندر بلایا اور پولیس سے کہا کہ کسی اَور کو اندر نہ آنے دیا جائے۔ اسی دوران خواجہ کمال الدین صاحب وہاں پہنچے تو عدالت میں داخل ہونے لگے، پولیس نے اُنہیں روکا تو وہ سپاہیوں کو دھکیل کر اندر داخل ہوگئے کہ مَیں ملزمان کا وکیل ہوں۔ خدا کی قدرت کہ ابھی آتمارام نے حضورؑ کو پانچ سو اور حکیم صاحب کو دو سو روپے جرمانہ بصورت عدم ادائیگی چھ چھ ماہ قید کا فقرہ ہی کہا تھا کہ خواجہ صاحب نے ایک ہزار روپے جیب سے نکال کر اُس کی میز پر رکھ دیئے کہ اس میں سے سات سو روپے وصول کر لیں کہیں عدالت کا وقت ختم نہ ہو جائے۔ مجسٹریٹ یہ دیکھ کر ہکّا بکّا رہ گیا۔ لیکن پھر کہنے لگا کہ ان نوٹوں پر لاہور یا کلکتہ نہیں لکھا ہوا بلکہ مدراس اور کراچی لکھا ہوا ہے۔ (اُس زمانہ میں پنجاب میں عموماً لاہور یا کلکتہ والے نوٹ چلتے تھے لیکن سرکاری خزانوں میں ہر قسم کے نوٹ دیئے جاسکتے تھے)۔ خواجہ صاحب نے کہا کہ آپ لکھ دیں کہ سات سو روپے پیش کئے گئے تھے لیکن اس وجہ سے قبول نہیں کئے گئے۔ ناچار مجسٹریٹ کو یہ نوٹ قبول کرنے پڑے اور حضورؑ کو جانے کی اجازت دینا پڑی۔ (حضرت نواب محمد علی خانصاحبؓ نے حالات کو دیکھتے ہوئے ایک روز پہلے ہی نو سو روپے کی رقم خدمت اقدس میں بھجوائی تھی)۔

چونکہ حضورؑ کو اللہ تعالیٰ نے عدالت عالیہ سے بری کئے جانے کی اطلاع دیدی تھی اس لئے آپؑ نے فوری اپیل دائر کرنے کا ارشاد فرمایا۔ مسٹر ہیری سشن جج امرتسر نے پہلی ہی پیشی پر حضورؑ اور حکیم صاحبؓ کو بری کردیا اور جرمانہ کی واپسی کا حکم دیتے ہوئے افسوس کا اظہار کیا کہ خواہ مخواہ مقدمہ اتنا لمبا کیا گیا ہے، اگر میرے پاس ہوتا تو ایک دن میں فیصلہ کر دیتا۔ نیز اپنے فیصلہ میں لکھا کہ اگر کرم دین کے خلاف اس سے زیادہ سخت الفاظ لکھے جاتے تو وہ اس کا مستحق تھا۔



Alton

Post Gazette

Incorporating the Post Dispatch, Alton Gazette and East Hants Observer

Established 1885　JUNE 13th, 2007　Issue No 101　20p



Braving the heat for charity



BRAVING temperatures that reached around 25 degrees, around a thousand walkers took to the byways of East Worldham on Sunday morning as part of the local Ahmadiyya Muslim Association's annual sponsored walk for charity.

Starting off at 10.30am from Oaklands Farm in East Worldham, the walkers trekked to Alton to raise money for good causes.

Left: Alton Town Mayor Robyn Fitzer was one of those taking part, and Town Crier Stan Witcher rang them off. (cm130607/7)

Right: ready for the off. (cm130607/8)

Photos from several events, including Chawton Gardens Open Day have been held over until next week



Alton Herald

Vol. 108 No. 48　　Friday, 15th June, 2007　　Price 50p



The Herald 15th June 2007

Muslim walkers raise £100k for local charities

By Nick Stephen

AROUND 1,500 of the Ahmadiyya Muslim Association walked 13 miles under a hot sun on Sunday.

Their efforts contributed to the collection of over £100,000 which will be distributed among charities around Alton and Bordon.

Press coordinator Attaul Bhatti said: "We are obviously delighted that we have raised this amount of money for a number of different charities.

"It was always our intention to try and break the £100,000 mark and in doing so we sailed past last year's sum of £70,000." The walkers set off from Hadeeqat-ul-Mahdi (formerly Oaklands Farm), the 210-acre site in East Worldham, at 10.30am before looking to circumnavigate Alton.

Some of the charities sponsored this year were Age Concern, Alton Community Centre, Help the Aged, Homestart, Humanity First, the Kingsley Centre, NCH, Phyllis Tuckwell Hospice and the Woodlands Trust.

Alton Mayor, Robyn Fitzer who was in attendance for the start, nominated her charities as Cancer Research UK and Advicezone, an affiliate of the CAB for young people.

Town cryer Stan Witcher was also present and joined in the spirit of the day by walking as well.

After three hours, the walk was finished and everyone who took part was treated to some lunch and some much-needed cold drink.

Abdul Mirza who took part in the walk and helped with some organising said: "Some people have come down here today from as far away as Glasgow, it's really good to see so many people making it down here.

"We are 50 per cent up on numbers from last year which is great for all the causes we support."

Abdul said walks had been done around the UK in places such as Hartlepool before but the East Worldham location was most impressive.

He added: "It's only our second year here on the farm as before we occupied much smaller premises in Tilford. This site is almost ten times larger."

The association has a long history in organising walks as the first recorded walk took place in May, 1985.

It raised just a few hundred pounds at the time but last year more than £70,000 was amassed to benefit charities and community projects.

Funds have previously opened numerous schools, colleges, dispensaries and hospitals in Africa where the Ahmadiyya ethos is appled to the sick and is "offered to all irrespective of their class, colour or creed and irrespective of their ability to pay."



BEST FOOT FORWARD: The sponsored set off



COMMUNITY: Alton Mayor Robyn Fitzer with walk chairman Waleed Ahmad, the committee and the town crier

MEDIA COVERAGE
CHARITY WALK 2007

انصار ڈائجسٹ

محمود احمد ملک

راستہ بھولنے والوں کے لئے جوتے

جلد ہی ایسے جوتے بازار میں دستیاب ہوں گے جو اُن افراد کے لئے بہت بڑی نعمت ثابت ہوں گے جنہیں بھولنے کی بیماری ہو مثلاً الزائمر کے مریض، یا پھر کسی اَور وجہ سے اُن کی جان کو خطرہ درپیش ہو۔ اِن جوتوں میں گلوبل پوزیشننگ سسٹم یعنی GPS کی ایک چھوٹی سی چپ نصب کی گئی ہے چنانچہ اس کے پہننے والے کے بارہ میں فوری طور پر معلوم کیا جاسکے گا کہ وہ دنیا میں کس مقام پر موجود ہے۔ کسی بھی مدد کی ضرورت پڑنے پر جوتے پر لگا ہوا ایک بٹن چھ سیکنڈ تک دبانے پر ایک ہنگامی مرکز میں الارم بج اُٹھے گا اور مرکز میں متعین کارکن ہنگامی اداروں سے رابطہ کریں گے۔ اسی طرح والدین اپنے ایسے بچوں کے بارہ میں بھی فوری طور پر معلوم کرسکیں گے جو وقت پر گھر واپس نہ پہنچے ہوں۔

ان جوتوں کو تیار کرنے والے اڑتیس سالہ انجینئر کو ان کے بنانے کا خیال اُس وقت آیا جب اُس کے آٹھ سالہ لڑکے کو غلطی سے سکول سے لاپتہ قرار دیدیا گیا۔ یہ انجینئر پہلے اقوام متحدہ میں ایک سائنسی تجزیہ نگار کے طور پر بھی خدمات سرانجام دے چکا ہے۔ 350 ڈالر مالیت کے ان جوتوں کے تیس ہزار آرڈرز مل چکے ہیں۔

ایک قومی ہیرو کا طبّی تحقیق میں فراڈ

جنوبی کوریا کے قومی ہیرو اور کلوننگ کے ماہر ہوانگ ووسک پر سائنسی تحقیق میں فراڈ کے الزام کے تحت گزشتہ سال مقدمہ چلایا گیا تھا۔ انہوں نے خیانت اور جھوٹے دعوے کرنے کے الزامات سے عدالت میں اگرچہ انکار کیا لیکن اُن کے بعض دعووں کی تحقیق کئے جانے کے بعد انہیں غلط بیانی کا ملزم گردانا گیا۔ عدالت میں انہوں نے اپنے اس دعویٰ کی سچائی پر اصرار کیا کہ وہ دنیا کا سب سے پہلا انسانی ایمبریو سٹیم سیل (Human Embryo Stem Cell) بنا چکے تھے۔ تاہم انہوں نے تسلیم کیا کہ Cells کی تعداد بتاتے ہوئے انہوں نے مبالغہ آمیزی کی تھی اور یہ بھی کہ ۲۰۰۴ء میں اُن کی تحقیق پر مشتمل شائع ہونے والے مضمون میں غیر حقیقی تصاویر استعمال کی گئی تھیں۔ انہوں نے فنڈز میں خرد برد کے الزامات سے بھی انکار کیا تاہم یہ انکشاف کیا کہ کچھ رقم روسی مافیا گروپس کی طرف سے منجمد حیوانی سیل کے تجربات کے ضمن میں استعمال ہوچکی ہے۔

سٹیم سیل طبّی دنیا میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے جس کے بعد ذیابیطس اور الزائمر جیسے امراض کا علاج ممکن ہوسکتا ہے۔ ہوانگ کے علاوہ مزید پانچ سائنس دانوں کو بھی اسی قسم کے الزامات کا سامنا ہے۔

مصنوعی سیارے سے رابطہ منقطع

امریکی خلائی ادارے ناسا کا رابطہ مریخ پر بھجوائے جانے والے مصنوعی سیارے ''گلوبل سرویئر'' سے گزشتہ نومبر کے آغاز سے منقطع ہوچکا ہے۔ سرخ سیارہ کہلانے والے مریخ کے گرد چکر لگانے والے اس مصنوعی سیارے میں خرابی دس سال کام کرنے کے بعد پیدا ہوئی ہے۔ سائنسدانوں کا خیال ہے کہ اس خرابی کی وجہ شمسی توانائی حاصل کرنے والے کسی حصے میں خرابی ہوسکتی ہے۔ اس سیارہ سے رابطہ منقطع ہوجانے کے بعد ایک دوسرے مصنوعی سیارہ کے کیمروں کا رُخ ''گلوبل سرویئر'' کی طرف کیا گیا تھا لیکن ''گلوبل سرویئر'' کا کوئی سراغ نہیں ملا۔ نومبر ۱۹۹۶ء میں خلاء میں بھجوائے جانے والے اس سیارے نے ۱۹۹۷ء میں مریخ کے گرد اپنی گردش شروع کی تھی اور تب سے اب تک اس کی مدد سے قریباً اڑہائی لاکھ تصاویر زمین پر بھجوائی جاچکی ہیں۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ اس سیارے نے اُن کی امیدوں سے بڑھ کر کام کیا ہے۔

روبوٹ کے استعمال میں اضافہ

جاپانی فرموں میں آج کل غیر روایتی مدد حاصل کرنے کا رجحان بڑھ رہا ہے۔ چنانچہ روبوٹ سیکرٹری یہاں فی گھنٹہ اجرت کے عوض دستیاب ہیں۔ ان 113 سینٹی میٹر اونچے روبوٹس کا رنگ نیلا اور سفید ہے، ان کے کان بلّی کے کانوں کی طرح ہیں اور ان کی ایک آنکھ میں ایک ویڈیو کیمرے کا عدسہ نصب ہے۔ ان روبوٹس کی شہرت کا آغاز چند ماہ قبل اِن کے ہسپتال میں کام شروع کرنے کے ساتھ ہوا جس کے بعد اب وہ دیگر کاموں کے لئے بھی دستیاب ہیں۔

اوبیکو نامی یہ روبوٹس معمولی سوالات کے جواب دینے اور مفید معلومات مہیا کرنے کی طاقت رکھتا ہے، چنانچہ دفتروں میں سیکرٹری کے طور پر اور ہوائی اڈوں پر راہنما کے طور پر ان کا استعمال شروع ہورہا ہے۔ اس کے علاوہ یہ سامان اٹھانے اور سیاحوں کو اُن کی منزل تک پہنچانے میں بھی مدد کرسکتے ہیں۔ چونکہ ان میں ریکارڈنگ کی سہولت بھی موجود ہے اس لئے یہ سکولوں میں شرارتی بچوں پر نظر رکھنے کا کام بھی کرسکتے ہیں۔

پلاسٹک کا کاغذ

توشیبا کمپنی نے ایک ایسا پرنٹر تیار کرلیا ہے جو پلاسٹک سے تیار شدہ کاغذ استعمال کرے گا اور اس کاغذ کو سینکڑوں مرتبہ استعمال کیا جاسکے گا۔ کمپنی کا کہنا ہے کہ اس پرنٹر سے دنیا میں کاربن ڈائی آکسائیڈ گیس کے اخراج کو کم کرنے میں بھی مدد ملے گی کیونکہ اس کے استعمال سے کاغذ کے استعمال میں کمی ہوجائے گی۔ تاہم صنعتی اداروں کا خیال ہے کہ صارفین کو اس کاغذ کے استعمال کا عادی بنانا ذرا مشکل ہوگا۔

یہ کاغذ اُسی پلاسٹک سے تیار کیا جائے گا جس سے پلاسٹک کی بوتلیں بنائی جاتی ہیں۔ پلاسٹک پر ایک ایسے کیمیائی مادے کی تہہ چڑھائی جائے گی جس پر حدت سے عکس بن جائے گا۔ درجہ حرارت کی تبدیلی سے ہی اس کی سطح پر چڑھے کیمیائی مادے اپنا رنگ تبدیل کرلیں گے اور اس پر موجود عکس مٹ جائے گا۔ یہ پرنٹر بارہ صفحات فی منٹ کی رفتار سے پرنٹ کرسکے گا اور اس پر 12 نکات فی ملی میٹر اور 300 نکات فی انچ پرنٹ ہوسکیں گے۔ کمپنی کا کہنا ہے کہ معمول کے استعمال میں اس کاغذ کو پانچ سو مرتبہ کام میں لایا جاسکے گا۔

بالغ اور نابالغ افراد کے سیکھنے میں فرق

نیوران نامی جریدہ میں شائع ہونے والی آکسفورڈ یونیورسٹی برطانیہ کی ایک مطالعاتی رپورٹ کے مطابق بالغ افراد کے لئے نئی چالوں اور نئی زبانوں کو سیکھنا اس لئے مشکل ہوتا ہے کیونکہ اُن کے دماغ نئی چیزوں کو مختلف طریقے سے محفوظ کرتے ہیں جبکہ بچے نسبتاً بہت جلد نئی باتیں سیکھ لیتے ہیں۔ محققین نے یہ نتائج چوہوں پر تجربات کرکے حاصل کئے ہیں۔ ڈاکٹر نیجل ایمیج کی سرکردگی میں ماہرین کی ایک ٹیم نے جوان اور بوڑھے چوہوں کے اعصابی خلیات کا اس حوالہ سے تجزیہ کیا اور خلیات کے فرق کو معلوم کیا۔ ڈاکٹر نیجل کا کہنا ہے کہ بڑے ہوکر ہمارے لئے نئی چیزیں سیکھنا اس لئے مشکل ہوتا ہے کہ انسانی دماغ میں نئی چیزیں سیکھنے کے لئے موجود نظام پہلے سے استعمال ہوچکا ہوتا ہے۔